

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, February 11, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَإِنْ يَسْأَلْكُمُ اللَّهُ بَظُرًا فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرَدِّكُم بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ
لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٥﴾

[ترجمہ: اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا
نہیں۔ اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا
نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور وہ بخشنے والا
مہربان ہے۔]

جناب چیئرمین: جزاک اللہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم..... جی ڈاکٹر صاحب۔

POINT OF ORDER RE : MIS-REPORTING OF SPEECHES OF SENATORS ON THE T.V.

ڈاکٹر محمد ریحان: پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک نازیبا
واقعہ کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں جو اس ہاؤس کی کارروائی کی رپورٹنگ کے
بارے میں ہے۔ یہ نہ صرف ایک واقعہ ہوا ہے بلکہ اس مہینے میں دو تین مرتبہ repeat ہو چکا
ہے۔ یہ ضروری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے ساتھ زیادتی ہے اور اس سے سینٹ
کی ایک قسم کی بے حرمتی ہو جاتی ہے کیونکہ جو کام صحیح نہ ہو اور جیسے توقع کی جاتی ہے۔
جناب واقعہ ایسا ہے کہ ۹ تاریخ کو حافظ حسین احمد صاحب کے ساتھ کوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, February 11, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللَّهُ بَصِيرًا فَلَا تُصْرِفْ وَلَا تَكْشِفْ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ
لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٥﴾

[ترجمہ: اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا
نہیں۔ اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا
نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور وہ بخشنے والا
مہربان ہے۔]

جناب چیئرمین: جزاک اللہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم..... جی ڈاکٹر صاحب۔

POINT OF ORDER RE : MIS-REPORTING OF SPEECHES OF SENATORS ON THE T.V.

ڈاکٹر محمد ریحان: پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک نازیباً
واقعہ کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں جو اس ہاؤس کی کارروائی کی رپورٹنگ کے
بارے میں ہے۔ یہ نہ صرف ایک واقعہ ہوا ہے بلکہ اس مہینے میں دو تین مرتبہ repeat ہو چکا
ہے۔ یہ ضروری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے ساتھ زیادتی ہے اور اس سے سینٹ
کی ایک قسم کی بے حرمتی ہو جاتی ہے کیونکہ جو کام صحیح نہ ہو اور جیسے توقع کی جاتی ہے۔
جناب واقعہ ایسا ہے کہ ۹ تاریخ کو حافظ حسین احمد صاحب کے ساتھ کوئی

ناخوشگوار واقعہ ہوا تھا اور اس پر اس معزز ایوان کے اراکین نے اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کیا ان میں ایک میں بھی تھا۔ شام کو جب خبر نامہ سنا تو سب کے نام اس میں mention کئے گئے اور میرا نام اس میں بالکل نہیں تھا..... اس کے بعد جب رات کو ساڑھے دس بجے سینٹ کی رپورٹ سنی اس میں بھی غائب تھا۔ اس سے پہلے یہاں ”جنگ“ اخبار کے میر خلیل الرحمن کی تعزیتی قرار داد پر بھی میرا نام غائب کر دیا گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں اور اتفاق کرتا ہوں کہ human errors and omissions بھی ہوتے ہیں لیکن اگر ایک چیز بار بار repeat ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ شاید کسی saddest mentality کی کارروائی ہے۔ لہذا میرا یہ فرض ہے کہ آپ کے نوٹس میں لے آؤں آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں.....

جناب چیئرمین: یعنی باقی ممبروں کے نام تھے اور کچھ ممبروں کے نام نہیں تھے؟
ڈاکٹر محمد ریحان: اکثریت کے نام تھے جناب! اچھا آخر میں میرے ساتھ یہ صاحبان اتفاق کریں گے یا آپ سینٹ کی کارروائی ملاحظہ کر سکتے ہیں تو آخری سپیکر میں تھا۔ اور میں نے آخر میں یہ بھی کہا کہ ہم علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔ لیکن اس چیز کو بالکل غائب رکھا گیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ۲ تاریخ کو بھی اس طرح ہوا تھا پھر ۶ تاریخ کو میرا سوال تھا جو قبائلی علاقوں کے بارے میں گورنر نے آرڈیننس جاری کیا تھا اور اس پر ہاؤس نے کافی وقت لیا تھا جبکہ اس کے متعلق ذرا بھر بھی اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ صحیح ہے کہ ایڈٹنگ اور رپورٹنگ کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے لیکن جناب اللہ کا فضل و شکر ہے کہ سینٹ میں، میں سمجھتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ اس میں پبلیٹی کا کوئی بھوکا نہیں ہے البتہ علم اور عزت کے ہم سب بھوکے ہیں.....

جناب چیئرمین: correct رپورٹنگ ہونی چاہئے آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: تو جناب آپ سے یہ گزارش ہے کہ.....

جناب چیئرمین: سر دست تو میں یہ کرتا ہوں کہ سیکرٹری صاحب کو یہ کہتا ہوں کہ وہ بیننگ ڈائریکٹر پی ٹی وی کو چھٹی لکھیں اور ان کے نوٹس میں یہ چیز لائیں اور ان سے کہیں کہ جی دوبارہ اس قسم کی مس رپورٹنگ نہیں ہونی چاہئے اور جو بھی مکمل کارروائی ہو وہ ٹیلی کاسٹ ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب! میں تو اپنا فرض سمجھتا تھا کہ آپ کے نوٹس میں لے

آؤں۔ باقی آپ بہتر سمجھتے ہیں، شکر یہ جی۔

REMARKS BY THE SPEAKER OF THE N.A.
AGAINST A SENATOR

جناب منظور احمد گجگلی: جناب والا! میں اس دن کے واقعات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں حافظ صاحب کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے یہاں پر ہاؤس کے اندر منسٹر نے یہ assurance دی تھی کہ دوسرے دن اس کی انکوائری کی جائے گی کہ یہ حرکت کسی کی ہدایت پہ اور کسی کے حکم سے سرزد ہوئی، اور میں یہ چاہوں گا اگر وزیر متعلقہ عبدالغفور صاحب نہیں ہیں تو چوہدری امیر حسین صاحب ہیں.....

جناب چیئرمین: اس میں، میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کل سپیکر صاحب کا ٹیلیفون آیا تھا اور انہوں نے یعنی معذرت کی ہے اور کہا ہے کہ جی میں ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ معذرت کرتا ہوں یہ بالکل نہ ان کا کوئی حکم تھا اور نہ کوئی ایسی بات تھی اور کوئی غلطی lower level پر ہوئی ہے۔ اور میرے خیال سے انہوں نے حافظ صاحب سے بھی بات کی ہے ان سے بھی معذرت کی ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کون تھے نشانہ ہی کر دیں ان کے خلاف ایکشن لینے کو تیار ہیں۔

جناب منظور احمد گجگلی: جناب والا! میں اس ہاؤس کے اندر بیٹھا ہوا تھا نیشنل اسمبلی کی گیلری میں، میں نے سپیکر صاحب نے جو کچھ کہا سن لیا انہوں نے معافی مانگی، لیکن سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر شاف کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوئی تو ہم اس کی معافی چاہتے ہیں۔ جناب والا! اس وقت یہ تحریک حافظ حسین احمد صاحب کی پراپرٹی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: یہ صحیح ہے، حافظ صاحب سے پوچھ لیتے ہیں انہی سے بات ہوئی ہے.....

جناب منظور احمد گجگلی: جناب! ان کے ہاتھ سے یہ نکل چکی ہے یہ پورے ہاؤس کی property ہے میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب یہ assurance دیں۔ دیکھیں پہلے کیوں نہیں ہوا۔ یہ کل پرسوں جو ہے خصوصاً اس وقت یہ ہوا ہے جبکہ یہاں پر جرنیلوں کو lunch دیا جا رہا تھا جو کہ ہماری روایت اور پارلیمانی روایات کے قطعاً خلاف ہے۔ یہ پہلے کیوں نہیں ہوا؟ جب پہلے نہیں ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ کسی نہ کسی نے اس کو ہدایت دی ہے اب اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں دیا ہے شاف نے یہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاف اتنا غیر

ذمہ دار نہیں ہے اس لئے کہ سٹاف نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا ہے۔ اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو کم از کم اسے punish تو کیا جائے۔ یہ بات کہنا کہ ہم معافی مانگتے ہیں یہ تو ٹالنے والی بات ہے جی.....

جناب چیئرمین : نہیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ حافظ صاحب سے بات ہوئی ہے کیوں جی حافظ صاحب آپ سے ان کی بات ہوئی ہے جی حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین! محترم گوہر ایوب صاحب تشریف لائے تھے۔ جہاں تک میری ذات کا مسئلہ ہے، وہ یقیناً گوہر ایوب صاحب نے جس اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا اور خود تشریف لائے میرے کمرے، میرے ہاسٹل میں اور انہوں نے معذرت کی۔ ذاتی طور پر تو میں نے جتنی باتیں تھیں بھلا دیں ان کی تشریف آوری کے بعد۔ اب جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں جس یکجہتی کا اظہار کیا گیا ہے، قطع نظر اپوزیشن کے، تمام ممبران نے میرے ساتھ جس یکجہتی کا اظہار کیا ہے میں ان کا ممنون ہوں۔ اور اس قسم کا فیصلہ میں ایوان پر چھوڑتا ہوں اور اپنے colleagues پر کہ وہ اس بارے میں جو بھی فیصلہ کریں مجھے وہ قابل قبول ہوگا۔ آپ جس طریقے سے نمٹنا چاہیں اسے نمٹا سکتے ہیں۔ آپ اور اپنے ساتھیوں کے میں اسے سپرد کرتا ہوں۔ جہاں تک ذاتی مسئلہ ہے، ان کی تشریف آوری کے بعد میں نے تمام باتیں بھلا دی ہیں۔

جناب چیئرمین : انہوں نے یہ بھی مجھے کہا ہے کہ اگر حافظ صاحب نشاندہی کر دیں۔ تو وہ ان کے خلاف action بھی لینے کے لئے تیار ہیں۔

حافظ حسین احمد : جناب! اگر نشاندہی کی بات ہے تو آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں تب نشاندہی ہوگی۔ لیکن اگر نہیں کرنا تو پھر ان باتوں کو ختم کریں۔ ایوان جو فیصلہ کرے گا وہ میرے لئے قابل قبول ہے۔

جناب چیئرمین : پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ ان حالات میں مجھے کیا کرنا ہے۔

سید عباس شاہ : ایوان کی کچھ رائے تو سن لیں جی۔

جناب چیئرمین : جی جناب بہرہ ور سعید صاحب، 'sorry' ہوتی صاحب سے پہلے سن لیں۔ جی محمد علی ہوتی صاحب۔

جناب محمد علی خان : حافظ صاحب نے آج ایوان میں بڑی عالی ظرفی کا ثبوت پیش فرمایا ہے۔ لیکن چونکہ یہ معاملہ اب سینٹ کے سامنے پیش ہوا ہے۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ

اگر سپیکر صاحب آپ کو ایک خط کے ذریعے ایک ایشورنس دیں کہ جس سے یہ زیادتی ان پر ہوئی ہے ان کے خلاف وہ تادیبی کارروائی کریں گے تو وہ assurance ہمارے لئے کافی ہے اور اس چیز کو ہم آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : جی جناب ڈاکٹر بشارت الہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman Sir, the honourable Minister for law on that particular day when this motion was taken up had assured this House that today he will come to the House after verifying the facts from the other side and I remember distinctly.

should be condemned unheard, اس چیز کے متعلق پتہ کر کے پوری معلومات حاصل کر کے آج یہاں پر بتائیں گے کہ یہ معاملہ کیسے ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سپیکر صاحب نے معذرت کر لی ہے that would obviously imply that he was guilty and if he is not guilty then we should know, کہ یہ کیسے ہوا اور کیوں ہوا اور کس کی instructions پر ہوا۔ it is just not enough to say, کہ جی وہاں انہوں نے معذرت کر لی ہے یا فلاں فلاں نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ It is a very serious matter and I would impress upon you Sir, that this matter should be taken up and it was decided keeping in view the sentiments of the House that this will be discussed in the House today after hearing Ch. Abdul Ghafoor as to what the Speaker had to say on this.

جناب چیئرمین : میرے خیال میں بہرہ ور سعید صاحب سے پہلے پوچھ لیں نہیں تو ناراض ہو جائیں گے۔

انور زادہ بہرہ ور سعید : بہت بہت شکریہ جناب۔ میرے قائد ایوان نے صحیح فرمایا کہ بہتر تو یہی ہوتا کہ سپیکر صاحب تکلیف کر کے یہاں خود تشریف لاتے یا ایک تحریری مراسلہ بھیجتے۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے یہ بہتر سمجھا کہ وہ حافظ صاحب کے پاس خود تشریف لے جائیں۔ وہاں گئے ہیں۔ اور اگر حافظ صاحب راضی ہیں۔ گو کہ یہ اس ایوان کی property ہے لیکن اگر حافظ صاحب راضی ہیں وہ مطمئن ہیں تو میرے خیال میں اسے مزید press کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ آئندہ کے لئے اور بھی precaution لیں گے۔ ویسے ایک چیز یہ ہے کہ اگر کوئی شخصیت ہم پر اپنی اتھارٹی مسلط کرنے کی کوشش کرتی ہے تو میرے

خیال میں اسے ندامت کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا۔ ہم کسی اتھارٹی کو کسی حالت میں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

سید عباس شاہ: یہاں پر یہ سوال نہیں ہے کہ حافظ حسین احمد ہیں یا عباس

شاہ ہیں یا گوہر ایوب ہیں۔ یہ اس ادارے کا ایک مسئلہ ہے اور ہم سات آٹھ سال سے یہاں بیٹھے ہیں ہر ملازم ہمیں جانتا ہے۔ یہاں پر ہمارے داخلے کو روکنا معافی مانگنا تو ایک ذاتی فعل ہو گیا اور قاضی صاحب کی حوصلہ افزائی انہوں نے کی ہے۔ and he is an colleague نے اگر کیا تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر

ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہو تو ہم بھی جائیں گے اور نیشنل اسمبلی کے ممبران کو بھی حافظ حسین احمد صاحب کے پاس جانا چاہئے تھا کہ آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔

معافی ہم مانگتے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس ایوان میں جس میں سات سال سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح حافظ صاحب نیشنل اسمبلی کے ممبر تھے اور اب ہمارے ممبر ہیں۔ تو پانچ ساڑھے چھ سال سے تو حافظ صاحب بھی یہاں بیٹھے

ہیں۔ یہاں پر کل ہماری بے عزتی ہوئی Sir, we can't stand it. It is a thing which has to be resolved properly اور اس کے لئے definitely ایک فورم ہونا چاہئے۔

ہمیں اس دروازے پر جس پر ہم پاکستان کے ان نمائندوں کی sanctity سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ سے مانتے ہیں۔ ہماری اگر یہاں بے عزتی ہوتی ہے تو ہمیں چاہئے کہ کل سے ہم اس ایوان میں نہ بیٹھیں۔ we should have our separate

House اگر یہ حالات ہیں Sir, it is not a thing to be taken individually یا ایک آدمی کے sentiments کو روکنا یا ان کو خوش کرنا بات یہ ہے کہ اس ادارے کی بھی بے عزتی ہوئی اس پارلیمنٹ کی ہوئی ہے اس قوم کی ہوئی ہے اور اس ملک کی بے

عزتی ہوئی ہے۔ and this is an insult of the country اور میں خود یہ کہوں گا کہ even violation of the Constitution, and violation of Constitution you

Sir, that has to be taken know what is that, in this manner because this is a tradition, this is a fact which has to be followed for years in this country. جمہوریت کی بقا کے لئے اس 'ایوان کی

عزت کے لئے۔ کل نیشنل اسمبلی کے کسی ممبر کے لئے آپ چیئرمین کی طرف سے حکم ہو کہ جی جرنیل آ رہا ہے۔ آپ دو تھپڑا سے مار لیں۔ ہمیں دو تھپڑ مارتے جائیں۔

Sir, where will this thing end? And we were expecting this thing when it happened to the part of the Parliament, the President is the Part of

the Parliament, he is one of us. These are three factions and well known fact. And if he is being insulted yesterday we are being insulted so where we have to stop. معافی مانگنے سے جی تھپڑ مار کر اس سے معافی مانگ لو دوسرے دن پھر تھپڑ مارو۔ پھر معاف مانگو۔ دوسرے دن پھر تھپڑ مارو۔ معافی مانگو۔ this is not an end to it. Thank you very much, Sir. This is my opinion.

Mr. Chairman: Yahya Bakhtiar Sahib would you like to say anything on this ?

Mr. Yahya Bakhtiar: Sir, I think Hafiz Sahib has been very kind and generous and once he is satisfied I think we should forget about it now. After Speaker has apologized, he has apologized in the House, his apologies appeared in the press and he has said I have not done it, but I am still apologizing if anybody has done it on my behalf. So I think we should forget about it.

Mr. Chairman: Abdullah Shah Sahib.

Syed Abdullah Shah: I have two submissions, Sir. Firstly when the honourable Minister on that date pressurized us that we must not admit this privilege motion now, he wants to go and make inquiry and he will come and make a statement today (on next session) he is not here. You kindly take notice of this thing that why he is not present and why he made this statement on the floor of the House. Secondly Sir, after the honourable Speaker has apologized to the honourable Senator and he says this was not done under this orders, so we have to believe him but the incident has taken place, breach of privilege has been committed. So, the responsibility must be fixed, it is not for Hafiz Hussain Ahmad to go and see who were the people involved, they are the people of security. The honourable Speaker may kindly be requested to hold a proper inquiry, fix the responsibility and take proper action against those who are guilty of this heinous crime. This is my suggestions.

جناب منظور احمد گیلانی: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہاؤس کے چیئرمین ہیں، آپ ممبر کی حیثیت سے وہاں گئے ہیں چیئرمین کے طور پر گئے ہیں تو ظاہر ہے آپ ہاؤس کے ممبر ہیں آپ خود اس کا فیصلہ کریں۔ اس لئے میں اس پر اس طریقے سے بحث نہیں کرنا چاہتا کہ اس کو انا کا مسئلہ بناؤں لیکن میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر حافظ حسین احمد کی جگہ آپ ہوتے تو آپ مجھے یہ بتائیں

کہ آپ کا فیصلہ کیا ہوتا اور آپ کا رد عمل کیا ہوتا آپ کسی طریقے سے اس کو ہینڈل کرتے ہیں کم از کم آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں as a member of the House اس لئے کہ آپ یہیں سے ممبر کی حیثیت سے چیئرمین بنے ہیں یہ آپ کا استحقاق بھی ہے جو مجروح ہوا ہے آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔
جناب چیئرمین: جی مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! جس حد تک حافظ صاحب کا مسئلہ ہے تو حافظ صاحب نے سپیکر صاحب کو معاف کر دیا ہے لیکن یہ مسئلہ حقیقت میں institution کا ہے یہ سینٹ کا ہے یعنی پارلیمنٹ کا ہے میں ان دوستوں کی تائید کرتا ہوں کہ یہ پارلیمنٹ کا مسئلہ ہے اور پارلیمنٹ کی authority اور اس کے حقوق کا مسئلہ ہے یہاں جو عمل ہوا ہے وہ اصل میں پارلیمنٹ کی اتھارٹی اور سینٹ کی اتھارٹی کا مسئلہ اس کو violate کیا گیا ہے اس لئے جس حد تک personal مسئلہ ہے وہ تو ٹھیک ہو گیا میں یہ suggest کروں گا کہ officially یہاں سینٹ میں سپیکر صاحب کی طرف سے باقاعدہ معذرت کی جائے کہ officially اس پر کارروائی کر کے انہیں معاف کرے otherwise یہ کسی وقت بھی سینٹ کے کسی ممبر کے ساتھ کر سکتا ہے اور پھر یہ ایک individual واقعہ نہیں ہے یہ میری تجویز ہے۔

جناب چیئرمین: جی سید فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال پہلے تو اس مسئلے کے دو پہلو تھے ایک حافظ حسین احمد صاحب کا جس پر ہم نے بحث کی کہ وہ ہمارے اپنے ہاؤس کے ممبر تھے اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے اپنے بیان میں بھی فرمایا تھا پریس کے متعلق جو بات صحیح ثابت ہوئی کہ انہوں نے آرڈرز دیئے ہوئے تھے کہ کوئی پریس کا آدمی یعنی جو accredited ہیں میں بھی سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ممبر کے پاس پر آتا ہے اس کے اور اختیارات ہیں لیکن جو accredited parliamentary/Press Gallery سے متعلق ہیں وہ بھی

اسی طرح ایک ہاؤس کا حصہ بن جاتے ہیں کیونکہ جب یہاں کسی مسئلے پر پریس والے بائیکاٹ کرتے ہیں تو ہم لوگ جا کر انہیں مناتے ہیں جب سپیکر صاحب نے ان سے بھی معافی مانگی اس کا مطلب یہ ہے کہ ہدایت دی گئی تھیں اور میں اس مسئلے کو پھر مزید

طول نہیں دینا چاہتا ہمارے سپیکر صاحب بھی قابل احترام ہیں لیکن آپ دیکھئے کہ ہاؤس کی supermacy کسی ذاتی حیثیت سے بلند تر ہے یہ ایک آئینی ادارہ ہے یہاں پر کئی مرتبہ ایسا ہو چکا ہے کہ چھوٹے اسٹاف پر نزلہ گرا ہے کہ سیکورٹی افسر نے یہ کر دیا حالانکہ یہ آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ اگر انکوائری کرائی جائے تو اس کے پیچھے کسی بڑے کا عمل ہوتا ہے کبھی بھی کسی آدمی کو از خود کبھی نہیں ہوگا کہ وہ کسی آدمی کو روکے جو مروجہ قانون ہیں وہ ان کو معلوم ہیں لیکن ہدایات دینا کہ تین بجے سے پہلے کچھ لوگ آجائیں تین بجے کے بعد نہ آئیں یہ میرا خیال ہے کہ کم از کم اس ادارے کی توہین ہوئی ہے اور ہماری آئینی پامالی ہے اور جیسا کہ ہمارے قائد ایوان صاحب نے فرمایا ہے بالکل صحیح ہے اس مسئلے کو آپ تحریری طور پر ٹیک اپ کریں اور یہ آئندہ کے لئے بھی کیونکہ یہ روز کا مسئلہ ہے۔ اور یہ ہمارا آدھا حصہ ہے دونوں مل کر پارلیمنٹ بلڈنگ بنتے ہیں نہ یہ اسمبلی بلڈنگ ہے نہ یہ سینٹ بلڈنگ ہے یہ پارلیمنٹ بلڈنگ ہے تو ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ پچھلے دنوں ۶ مہینے سے ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں کہ اس کا امکان ہے کہ مزید یہ واقعات دوہرائے نہ جائیں جہاں تک سپیکر صاحب نے اگر اعلیٰ ظرفی کی تو ہمارے محترم حافظ حسین نے بھی اعلیٰ ظرفی سے ان کی معذرت قبول کی یہ صحیح ہے لیکن اس کا طریقہ یہی ہے کہ سینٹ میں آ کے ہوتا یا سینٹ میں آپ سے باقاعدہ تحریری طور پر کہیں کہ آئندہ ایسا کوئی واقعہ نہ ہو گا۔

جناب چیئرمین: جی راجہ افضل صاحب۔

راجہ محمد افضل: جناب چیئرمین بہت مہربانی بڑا شکریہ، میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ حافظ حسین احمد نے جو کچھ بھی یہاں کہا ہے وہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے یہ ایک موشن ہے جو ایوان میں پیش ہو چکا ہے اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اس لئے اب یہ ایوان کی پراپرٹی ہے اگر تمام ایوان اس کو معاف کرتا ہے تو پھر تو ٹھیک ہے حافظ حسین احمد صاحب آپ بے شک قانون قائدہ دیکھ لیں کہ یہ جب ہاؤس کی پراپرٹی ہو گئی تو تمام ہاؤس اگر معاف کرتا ہے تو پھر ٹھیک ہے وگرنہ حافظ حسین احمد صاحب ذاتی طور پر اس پر کوئی ایکشن اب نہیں لے سکتے کیونکہ یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے میں چاہوں گا کہ تمام ہاؤس اس پر یا تو ڈبیٹ کرے یا آپ ان کی رائے لیں اور اس کے بعد کوئی فیصلہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین: جی پیر برکات شاہ صاحب۔

سید برکات احمد شاہ: 'شکریہ' جناب والا! مجھے صرف یہی کہنا تھا کہ حافظ حسین احمد صاحب نے تو اپنی وسیع النظری کی وجہ سے سپیکر صاحب کو معاف کر دیا ہے وہ درست ہے لیکن اصل پوزیشن یہ بنتی ہے کہ اگر حافظ صاحب کی جگہ کوئی اور ممبر ہوتا تو اس کے ساتھ بھی یہی حالت ہوتی اگر ۸، ۱۰ ممبر ہوتے تو ان کے ساتھ بھی یہی حالت ہوتی اس واسطے یہ کسی فرد واحد کا معاملہ نہیں ہے جہاں تک سپیکر صاحب کے بیان کا تعلق ہے جو میں نے اخبار میں پڑھا ہے اس سے کچھ یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ جو ساری عمارت ہے پارلیمنٹ کی اس کے overall incharge جو ہیں وہ سپیکر صاحب ہیں۔

جناب چیئرمین: ایسی بات انہوں نے نہیں کی، نہ یہ درست ہے نہ ہی انہوں

نے کی ہے۔

سید برکات احمد شاہ: مجھے کم از کم یہ تاثر ملا اس کے متعلق اگر یہ بات واضح ہو جائے کہ یہاں پر دو ایوان ہیں ہر ایوان اپنی اپنی جگہ independent ہے اور اگر ایسی کوئی بات ہونی تھی تو ان کو چاہئے تھا کہ ان کا راستہ جو ان کے ریستوران کی طرف یا کہیں جاتا ہے اس کے متعلق وہ کہہ دیتے کہ اس طرف کوئی آدمی نہیں آسکتا یہاں سیکرٹریٹ شاف بھی ہے ان کو بھی آنا جانا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ orders تو کوئی نہ کوئی issue ہوئے ہیں لیکن غالباً یہی وہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ آرڈر صحیح ان تک پہنچے نہیں یا انہوں نے صحیح طریقے سے carry out نہیں کئے بہر حال یہ ضروری ہے کہ اس کے متعلق تفتیش کی جائے اور نہ صرف یہ تفتیش کی جائے بلکہ اس کا جو result ہے اس کے متعلق بھی اس ایوان کو اطلاع دی جائے کہ کس نے یہ غلطی کی ہے اور اس کے متعلق کیا سزا تجویز ہونی چاہئے۔

سید عباس شاہ: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس پارلیمنٹ کے دو

حصے ہیں کہ تین۔ President is a part of Parliament or not?

جناب چیئرمین: جی ہاں وہ تو Constitution میں لکھا ہوا ہے۔

جناب شہزادہ گل: جناب والا! جہاں تک حافظ صاحب کے معاف کرنے کا

تعلق ہے تو اس کا ذاتی مسئلہ تھا حافظ صاحب کے پاس وہ گئے اور انہوں نے آپس میں یعنی اس کو معاف کر دیا۔ جب اس نے معافی مانگی لیکن جس طرح میرے دوست نے کہا

کہ یہ تحریک استحقاق ایوان میں پیش ہو چکی تھی اور ایوان میں اس پر کافی بحث ہوئی اور اس پر walk out collectively بھی ہوا تو اب یہ ہاؤس کی property ہے اور ہاؤس نے یہ decide کرنا ہے کہ سپیکر کی معذرت جو ہے وہ قبول کی جائے یا نہ کی جائے اب اس ہاؤس کے ریکارڈ پر سپیکر کی معافی اور معذرت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں مجھے انہوں نے ٹیلیفون کیا تھا۔

جناب شہزادہ گل: ٹیلیفون کیا ہے لیکن ریکارڈ پر تو کوئی ایسی بات نہیں آئی ہاؤس میں تو کوئی ایسی بات نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: دو چیزیں ہو گئیں ہاؤس کے ریکارڈ پر جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ہاؤس کے ریکارڈ پر وہ آرہا ہے سپیکر صاحب نے کل مجھے ٹیلیفون کیا انہوں نے کہا کہ جی میرے ایسے کوئی احکامات نہیں تھے لیکن واقعہ ہوا ہے کیونکہ حافظ صاحب کہتے ہیں ہوا ہے اور میں اپنی جانب سے سٹاف کی جانب سے معافی مانگتا ہوں اور یہ بھی انہوں نے کہا کہ اگر نشانہ ہی کر دی جائے تو میں ان کے خلاف ایکشن بھی لینے کے لئے تیار ہوں اور انہوں نے مجھے کہا کہ جی حافظ صاحب مجھے مل نہیں رہے ہیں ان سے بات کرنا چاہ رہا تھا پھر غالباً بعد میں حافظ صاحب کی ان سے بات ہوئی وہ حافظ صاحب کے پاس گئے تو یہ چیز تو ریکارڈ پر اب آگئی آپ کے ریکارڈ پر بھی آگئی۔

جناب شہزادہ گل: جناب والا! آپ ہاؤس کا ایک حصہ ہیں ہاؤس کے ایک ممبر ہیں سپیکر کی جانب سے کسی ذمہ دار شخص نے یعنی وزراء صاحبان میں سے کسی نے یا ان کی جانب سے ایسا کوئی تحریری ثبوت ریکارڈ پر نہیں آیا ہے آپ جو بات کرتے ہیں وہ ہاؤس کی ہی بات ہے آپ ہاؤس کا حصہ ہیں تو اس قسم کی یعنی سپیکر کی جانب سے ایم این اے کی جانب سے وزیر کی معرفت کی جانب سے ایسی کوئی بات ریکارڈ پر آنی چاہئے کہ سپیکر نے واقعی معذرت کر لی ہے اور حافظ صاحب نے اسے معاف کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: اگر ایسی بات آجائے تو پھر کیا خیال ہے کیا ہونا چاہئے۔

جناب شہزادہ گل: ہاؤس پھر اجتماعی طور پر فیصلہ کرے گا۔

جناب چیئرمین: اگر منسٹر صاحب کی جانب سے یہ چیز آجائے تو پھر کیا صورت حال

ہوگی۔

جناب شہزادہ گل: ایوان اجتماعی طور پر فیصلہ کرے گا کہ وہ معاف کرتا ہے یا نہیں کرتا جہاں تک حافظ صاحب کا تعلق ہے۔ حافظ صاحب تو شناخت پریڈ میں سیکورٹی کے کسی آدمی کو تو شناخت نہیں کریں گے کہ وہ سارے کھڑے ہو جائیں گے اور حافظ صاحب ایک سرے سے دوسرے سرے تک جائیں گے یہ تھا یہ تھا یا کوئی نہیں تھا اس کو تو یہ assurance دینی چاہئے کہ میں آفیشنلی انکوائری کراؤں جو متعلقہ شخص ہوتا ہے وہ کسی کیس میں خود انکوائری نہیں کرتا نہ کوئی نشاندہی کر سکتا ہے سپیکر کو چاہئے کہ انکوائری کے لئے وہ موو کرے آرڈر دے کہ میں انکوائری کر رہا ہوں اس کے بعد خود ملازموں کا یا مجرموں کا پتہ چل جائیگا اس کے خلاف وہ کارروائی کریں گے وہ یہ ایڈورنس دیں تب باؤس جو ہے وہ اس پوزیشن میں ہو گا کہ وہ معذرت قبول کرتا ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین: ملک فرید اللہ خان۔

حاجی ملک فرید اللہ خان: شکریہ جناب چیئرمین! جناب سپیکر صاحب ہمارے محترم ہیں لیکن اس سے انکار نہیں ہے کہ وہ آدمی ہیں اور کبھی کبھی وہ غلط احکام دے دیتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پندرہ سولہ مہینوں میں آپ کو ایک ٹیلیفون کیا ہے۔ تو ہم اس ٹیلیفون کو یہ نہ سمجھیں کہ یہ معاملہ اسی جگہ پر چھوڑ دیا جائے۔ جناب والا! انہوں نے پہلے بھی غلط احکامات دیئے۔ سڑکوں کو بند کیا ایوان صدر کی سڑک کو بند کیا اس وقت اس کو یہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ میں سینٹ چیئرمین کو ٹیلی فون کر کے اس سے پوچھ لوں کہ یہ جو میں حکم کر رہا ہوں یہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی بڑا معاملہ ہو گیا تھا اب سیکورٹی والا! تو ایک سپاہی ہے اس کو اوپر سے جو حکم ملا اس نے اس کی تعمیل کی لیکن ساری ذمہ داری ایک غریب سپاہی کے اوپر عائد کر دی جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیر نہیں ہے اس معاملے کو آپ صرف ایک ٹیلیفون پر نہ چھوڑیں بلکہ جس طرح سپیکر صاحب کا رویہ ہے اسی طرح ہمارا ہونا چاہئے۔ پارلیمنٹ ہماری مشترکہ ہے اگر وہ ڈنر دیتے ہیں یا کوئی اور فنکشن کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پوری عمارت اس کی dominion ہے اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد خواہ مخواہ کیا جانا چاہئے جب انکوائری ہوگی وہ تحریری انکوائری کے آرڈر کریں گے اس کے اوپر بعد میں بھی بات ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ ہوتی صاحب۔

جناب بوستان علی ہوتی: جناب! اس سلسلے میں بہت باتیں ہو چکی ہیں یحییٰ بختیار صاحب جو کہ seasoned پرانے آدمی ہیں بڑی اچھی باتیں کی ہیں میں ان کی تائید کروں گا ایک بات ضرور کہوں گا کہ حافظ حسین احمد صاحب نے بھی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا ہے اور ہمارے سپیکر صاحب نے بھی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا ہے وہ گھر پر گیا صحافیوں سے معافی مانگی آنر بیل ممبر سے معافی مانگی ہمیں اس قسم کا تاثر نہیں دینا چاہیے کہ سینٹ versus قومی اسمبلی ہو جائے اگر ایک ممبر کہہ رہا ہے کہ میں نے معافی قبول کر لی ہے اور آنر بیل چیئرمین کہہ رہا ہے مجھے فون کیا اب ہمیں منسٹر کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا سینٹ کا چیئرمین بیٹھا ہے اس سے معذرت کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ منسٹر سے چیئرمین کو چھوٹا کر رہے ہیں یہ غلط بات ہے میں آپ سے ریکویسٹ کروں گا کہ گوہر ایوب صاحب چیئرمین کو اور حافظ حسین احمد صاحب کو جو ایڈووکیٹ دی ہے اسے قبول کرنا چاہئے اور اس کو طول نہیں دینا چاہئے۔ اس سلسلے میں ایک شاعر نے کہا ہے۔

بخش دو گر خطا کرے کوئی
چھوڑ دو گر برا کہے کوئی

جناب چیئرمین: خالق خان صاحب۔

جناب عبد الخالق خان: آپ نے مجھے موقع دیا ہے میں اس مسئلے کو طول دینا نہیں چاہتا کیونکہ اس پر کافی معزز ارکان بات کر چکے ہیں۔ دراصل میں محسوس کر رہا ہوں کہ ایک انتہائی سنگین نوعیت کے مسئلے کو انتہائی غیر سنجیدہ طریقے سے حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اگر کسی سینئر صاحب کا اپنا ذاتی معاملہ ہوتا تو جو کچھ ہو چکا ہے وہ کافی سے زیادہ ہے وہ ان کے پاس گئے اور ان سے معافی مانگی انہوں نے معاف کر دیا میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اس سے پہلے کچھ ایسے واقعات ہو چکے ہیں جو نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ ابھی ابتداء ہے اس کے بعد بہت کچھ اور بھی ہونے والا ہے ہماری اس نرم پالیسی کی وجہ سے صدر محترم کے ساتھ یہ ہو چکا ہے ان کے گھر جانے کا راستہ محترم سپیکر صاحب نے بند کیا اس کو بھی اسی طریقے سے رفع دفع کر لیا گیا۔

میں سمجھتا ہوں چاہئے تھا کہ اس پر بھی اس ہاؤس میں فل فلیج ڈبیٹ ہوتا اور اس کا حتیٰ طور پر فیصلہ ہو جاتا کہ آیا سینٹ اور صدر صاحب یہ سب جو ہیں سپیکر کے حکم کے تابع ہیں وہ بھی غیر قانونی غیر آئینی اور غیر اخلاقی قسم کے احکامات تھے اور اس دن

ایک سینٹر صاحب کے ساتھ اس قسم کی حرکت ہوئی ہے یہ میرے ساتھ بھی ہو سکتی ہے آپ کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے وہ کیوں اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتے ہیں ان کو کیا عار ہے کہ وہ یہاں اس ہاؤس میں آکر کہیں کہ اس معزز ایوان کے ایک رکن کے ساتھ جو کچھ پیش آیا میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا میں اس پر معافی مانگتا ہوں اگر وہ یہ نہیں کرتے تو چلیں ہم اس کے لئے تھوڑی آسانی پیدا کریں گے کم از کم دو لفظ لکھے ہوئے بھیجیں کہ میں سارے ہاؤس سے معافی چاہتا ہوں اور میں اس بات کی یقین دہانی کرتا ہوں آئندہ مستقبل میں اس قسم کی کوئی ذلیل حرکت سرزد نہیں ہوگی۔ جناب! اب تو جب بھی ہم یہاں پر آتے ہیں آپ جب بلا تے ہیں یا صدر صاحب بلا تے ہیں تو ہم یہاں آتے ہیں ورنہ ہمیں پارلیمنٹ میں صبح و شام جھانکنے کا شوق نہیں ہے جب بھی ہم آتے ہیں تو ہمیں خدشہ ہوتا ہے کہ ہمیں کس جگہ روکا جائیگا کس جگہ ہمیں بے عزت کیا جائیگا کس جگہ ہمیں کہا جائیگا کہ آپ کو اجازت نہیں ہے یہ tradition جو ہے اس سے پہلے بہت سے سپیکر آئے ہیں اس کو تو انہوں نے اپنا گھر بنا لیا ہے آپ نے کسی کو invite کرتا تھا سرورسز چیف ہیں وہ محترم ہیں ہم ان کی عزت کرتے ہیں آپ کے ان کے ساتھ تعلقات ہیں ان کو آپ اپنے بنگلے پر invite کریں۔ پارلیمنٹ ہاؤس کو اپنی ذاتی جاگیر نہ بنائیں۔ جناب! اس مسئلے پر بہت کچھ کہا جاسکتا ہے میں ان باتوں میں نہیں جاؤں گا جو پرائیویٹ نجی محفلوں میں سپیکر صاحب فرمایا کرتے ہیں سینٹ کے بارے میں ان کے جو خیالات ہیں وہ آپ سے بھی پوشیدہ نہیں ہیں صدر محترم سے بھی پوشیدہ نہیں ہیں مگر اس موقع پر میں نہیں چاہتا کوئی ایسی بد مزگی ہو ہم قطعاً نہیں چاہتے کہ سینٹ مقابل قومی اسمبلی ایک نیا مسئلہ پیدا ہو اس ملک میں پہلے بھی کافی سے زیادہ مسئلے موجود ہیں اور ہم سے توقع کی جاتی ہے اگر ہم کوئی مسئلہ حل نہیں کر سکتے تو کم از کم نیا مسئلہ نہ اٹھائیں مگر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سینٹر کی اس طریقے سے بے عزتی کرنے کے بعد بھی وہ سینٹ میں آکر دو لفظ کہہ دیں تو میرا خیال ہے ان کی عزت پہلے سے دو گنی ہو جائیگی اگر وہ ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں یا ایک خط کے ذریعے سے سینٹ سے معافی مانگنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو اس حالات میں کم از کم ہم جو کر سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ پریویلیج کمیٹی جو ہے اس کو یہ مسئلہ hand over کریں کیونکہ یہ ویسے بھی ہاؤس کی پر اپنی ہے۔ Privileges Committee میں غور کرنے بعد اس کی رپورٹ پھر ہاؤس میں آئے گی تو اس پر سارا

ہاؤس جو ہے یا جو بھی ان کے جذبات ہوں تو یہ زیادہ ڈیموکریٹک ہو گا اور آپ کے سینٹرز صاحبان اس ہاؤس کے اور پارلیمنٹ کے شایان شان بھی ہو گا اور کوئی ایسی غلط روایت قائم نہیں ہوگی اس مسئلے میں اور سپیکر صاحب نے پہلے جو پریذیڈنٹ ہاؤس کا راستہ بند کیا اگر اس بارے میں ہم ایک حتمی فیصلہ نہیں کرتے اور اگر ہم سینیڈ نہیں لیتے اگر ہم بھی کوشش کریں اس کو اسی طریقے سے رفع دفع کریں۔ ہماری تو روایات ہیں اگر آپ کسی کو قتل بھی کریں اور اس کے گھر جائیں معافی مانگیں تو ماسوائے اس کے اس کے پاس کوئی دوسرا چارہ نہیں ہوتا۔ حافظ صاحب بے چارے اس حالت میں کیا کہہ سکتے ہیں یہ صرف حافظ صاحب کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے یہ سارے ہاؤس کا مسئلہ ہے۔

ہم سب کا مسئلہ ہے آپ کا بھی مسئلہ ہے پارلیمنٹ کے وقار کا مسئلہ ہے۔ میں بار بار یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ مجھے خدشہ ہے آئندہ وقتوں میں اور بھی اس سے زیادہ کچھ ہونے والا ہے ہماری بد قسمتی ہے کہ تاریخ کے اس موڑ پر ہر شخص ایسی ذمہ دار کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور نہایت ہی پچگانہ طریقے سے وہ صبح شام ایسی حرکتیں کر رہا ہے اور لوگ باہر ہنس رہے ہیں۔ سڑک والے معاملے پر بھی ہمیں لوگوں کو کافی ایکسیلمینٹیشن دینی پڑی اب یہ سارے پاکستان کو معلوم ہے کیونکہ اخبارات میں آچکا ہے اور بد قسمتی سے اخبار والے بھی ملوث تھے تو اخبار والوں کے پاس جا کر تو اس نے personally معافی مانگ لی مگر اس ہاؤس کا جو وقار مجروح ہوا ہے یہاں آنے میں اس کو عار ہے اگر وہ یہاں آنے میں اپنی ہتک سمجھتے ہیں تو پھر ہمارے پاس آئین کے تحت جتنے بھی اختیارات ہیں ان کو استعمال کرنا چاہئے یہی میری گزارش ہے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! یہ ایک بڑا ہی ناخوشگوار واقعہ تھا میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ نے اس کا بروقت اور صحیح انداز میں نوٹس لیا۔ اور میں سینٹ کے اس نوٹس لئے جانے سے جو اصل مقصد ہمارا تھا یعنی اس ایوان کا وقار بھی اور اس کے ارکان کا یہ غیر مشروط حق کہ وہ working hours میں یا جب بھی نوٹس کے لئے دفاتر کھلے ہوئے ہوں، چوبیس گھنٹوں میں جب چاہیں، اس ایوان میں بلا کسی رکاوٹ کے داخل ہو سکتے ہیں، اس کا ہم نے نوٹس لیا اور یہ establish کیا اس میں کوئی violation کوئی

interference برداشت نہیں کیا جائے گا خواہ وہ کسی کی طرف سے بھی ہو۔

جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے، اب سپیکر صاحب کی معذرت کرنے کے بعد، میرا خیال ہے کہ اب اس کو دو حصوں میں بانٹ لیجئے۔ ایک چیز تو ذاتی مسئلہ تھا جو حافظ حسین احمد صاحب نے یہاں اٹھایا، سینٹ نے اس کا نوٹس لیا اور سپیکر صاحب نے اس کے بارے میں اپنی معذرت کا اظہار کیا، میرا خیال ہے کہ اس کو ہمیں اسی پر ختم کر دینا چاہئے۔ اس کے بعد دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مستقبل میں ایسے واقعات repeat نہ ہوں اور پھر یہ کہ کسی شور مچائے بغیر اس بات کا بھی تعین ہونا چاہئے۔ کہ جو کچھ بھی ہوا کیا اس کے پیچھے کیا کوئی باقاعدہ فیصلہ تھا یا جیسے میرے کسی دوست نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ بڑوں کی غلطی اور کس چھوٹے کے کان کھینچ کر کے یا اس کو suspend کر کے اس طریقے سے اس کو ختم کر دیا جائے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کو issue نہ بنایا جائے بلکہ اس کے لئے میری تجویز یہ ہوگی کہ سینٹ کے چیئرمین اور سپیکر، دونوں مل کر، اسی طریقے سے سینٹ سیکرٹریٹ کے سیکرٹری اور نیشنل اسمبلی کے سیکرٹری جنرل، یہ لوگ اس معاملے کو examine کریں اور examine کرنے کے بعد دیکھیں کہ اگر اس وقت کوئی غلطی ہوئی ہے اور غالباً یہ ہوئی ہے، اس کا بھی تعین ہو اور آئندہ کے لئے کم از کم یہ بات واضح ہو جائے کہ نہ سپیکر کو یہ حق ہے کہ وہ سینٹ کے کسی رکن کو روک سکتا ہے اور نہ چیئرمین سینٹ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی ایم این اے کو روک سکتا ہے۔ تو یہ بات بالکل واضح ہو جانی چاہئے۔

جناب چیئرمین: کم از کم چیئرمین کی حد تک میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا میرے ذہن میں کبھی کوئی خیال بھی نہیں ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں ایک اصولی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: سپیکر صاحب نے بھی یہی کہا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔
پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! اس کے بعد میں آپ کی توجہ Kaul کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ Kaul نے، جب اس قسم کے معاملات دو ہاؤسز کے درمیان واقعہ ہو جائیں، پارلیمانی روایت کے متعلق لکھا ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اسی کی روشنی میں ایسے معاملات کو طے کریں۔ اس بحث کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

“Neither House of Parliament can claim or exercise any authority over a member of the other House. Consequently,

neither House can take upon itself to punish any breach of privilege or contempt offered to it by a *member* or *officer* of the other House.”

According to this, a question of a breach of privilege.

اس کے بعد صفحہ ۲۴۵ پر ہے۔

“Accordingly, when a question of breach of privilege or contempt of the House is raised in either House in which a member, officer or servant of the other House is involved, the procedure followed is that the Presiding Officer of the House in which the question of privilege is raised, refers the case to the Presiding Officer of the other House, only if he is satisfied on hearing the member who raises the question or on perusing any document where the complaint is based on document that a breach of privilege has been committed. Upon the case being so referred, it is the duty of the Presiding Officer of the other House to deal with the matter in the same way as if it were a case of breach of privilege of that House or of a member thereof. Thereafter, that Presiding Officer communicates to the Presiding Officer of the House where the question of privilege was originally raised, a report about the inquiry, if any, and the action taken on the reference.

If the offending member, officer or servant tenders an apology to the Presiding Officer of the House in which the question of privilege is raised or to the Presiding Officer of the other House to which the reference is made, usually no further action in the matter is taken after such apology has

been tendered.”

وہ معقول ہے کہ سپیکر نے آپ سے ٹیلیفون پر بات کر لی ہے، اب ایک خط لکھ دے اور پھر اس کی basis کے اوپر یہ باؤس اس معاملے کو نمٹا گے۔

جناب چیئرمین: لیکن پروفیسر صاحب جو آپ نے پڑھا ہے، اس کے مطابق تو میں

بھی ان کو ریفر کر سکتا ہوں کہ جب یہ واقعہ ہوا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: جی بالکل آپ بھی کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اور اس میں بادی النظر میں ایک آفیسر یا

I can refer it to him. subordinate officer کوئی کوتاہی ہوئی ہے

پروفیسر خورشید احمد: جی، آپ بھی refer کر سکتے ہیں، ہاؤس بھی refer کر سکتا ہے آپ کے through اور وہ apologise کر دیں تو معاملہ ختم سمجھا جائے۔

جناب چیئرمین: جی apologise تو انہوں نے مجھ سے کر لیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: جی، زبانی نہیں۔

جناب چیئرمین: لیکن یہ اگر ان کو refer کر دیں

and then he can decide in accordance with his own procedure.

جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین، میں صرف آخر میں یہی کہوں گا کہ آپ اس مسئلہ پر حرف آخر صادر فرمائیں۔ اس مسئلہ پر بہت زیادہ بحث ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، اس تجویز کے بارے میں کیا خیال ہے۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین! جب کہ انہوں نے apologize کر لیا، سپیکر صاحب نے ممبر صاحب سے apologize کر لیا اور اخبارات میں یہ آگیا ہے تو اب میں یہ عوام میں یہ تاثر نہیں دینا چاہوں گا کوئی خدا نخواستہ نیشنل اسمبلی versus سینٹ میں کوئی رسہ کشی ہو رہی ہے۔

Mr. Chairman: I agree with you.

سید اقبال حیدر: اس سے مجھے ڈر آتا ہے کہ اگر اس معاملے کو مزید بڑھایا گیا تو کہیں اس سے تاثر نہ پڑے جس سے ہمارے دونوں ایوانوں کے وقار اور یہاں کے عوامی نمائندگان کے وقار کو ٹھیس پہنچنے کا خطرہ ہو۔ اس لئے میں چاہوں گا کہ اس معاملے کو ان حالات میں ختم فرمائیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے ہم نے precincts's definition دے دی ہے، ہم چاہیں گے کہ ہمارے سینٹ کے سیکرٹری، نیشنل اسمبلی کے سیکرٹری سے مل کر آپس میں طے کر لیں جہاں تک precincts کا سوال ہے۔ اور اس معاملے کو ایوان صدر کو جانے والے سڑک پر ٹرک کو روکنے سے نہ ملایا جائے۔ کیونکہ ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے، مہربانی کر کے اس مسئلہ کو ختم کریں اور سپیکر صاحب نے جو apology دی ہے، اس کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں اس issue کو close کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، جی، گلزار صاحب۔

جناب گلزار احمد خان: جناب چیئرمین! بہت ساری باتیں اس مسئلہ پر ہو چکی

ہیں، میں ان کی repetition نہیں کروں گا جناب والا! حافظ حسین احمد کے ساتھ ہونے والے واقعہ پر تقریباً تمام دوستوں نے غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ ان کے ساتھ سب ہی شریک ہیں۔ عام قانون میں بھی personal cases سے State cases بن جاتا ہے personal matter سے واقعہ یہ ہاؤس کا کیس بن چکا ہے، یہ واقعہ بہت سنگین معاملہ ہے۔ اس کی سب نے تصدیق اور تائید کی ہے اور میں بھی ان کے ساتھ تائید کرتا ہوں۔ تمام حضرات نے کچھ proposals بھی دی ہیں اور ان پر باتیں بھی ہوئی ہیں اس لئے میں ان کو repeat کرنے کی بجائے اپنی طرف سے ایک تجویز پیش کرتا ہوں آپ کی خدمت میں۔

جناب والا! سب سے پہلے میں یہ کہوں گا اور آپ کی توجہ protocol کی طرف

مبذول کرانے کی کوشش کروں گا۔ کیونکہ protocol

Chairman Senate is senior than the Speaker, and in future if Speaker wants to do anything like that he should have the permission from the Chairman.

میری یہ تجویز ہے۔ ٹھیک ہے کہ حافظ صاحب نے معاف کر دیا ہے، ایوان معاف کرے، آپ بھی satisfy ہوں، یہ ساری باتیں اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔ حافظ صاحب معاف کر دیں، ایوان معاف کر دے جیسے کہ گچھکی صاحب نے کہا ہے کہ اگر آپ satisfied ہیں، no problem اس کے ساتھ ہم بھی آپ کے ہم نوا بن جائیں گے، کوئی بات نہیں لیکن اس کے باوجود میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پروٹوکول کی طرف توجہ فرمائیں۔ چیئرمین سینٹ سپیکر سے senior ہوتا ہے اور سپیکر اگر اس طرح کا کوئی بھی کام کرنا چاہے، جس سے کہ اس کو اس قسم کا اختیار مل جائے کہ وہ پارلیمنٹ کو اپنی پراپرٹی بنانا چاہئے تو اس کے لئے Rules of Business میں اس میں اس قسم کا طریقہ کار وضع کیا جائے کہ وہ چیئرمین سے اجازت لے اور ان کی اجازت کے بغیر کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے جیسے کہ میرے معزز رکن نے فرمایا ہے کہ آئندہ بھی ایسے واقعات ہونے کا امکان ہے اور اس کے لئے، آئندہ کے لئے اس پر barrier لگانے کے لئے، ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔ میری اس تجویز پر توجہ فرمائی جائے اور ایوان سے بھی اس سلسلے میں رائے لی جائے۔

جناب چیئرمین جی جناب ڈاکٹر بشارت الہی صاحب۔

ڈاکٹر بشارت الہی پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کی تھی کہ پرسوں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہ وہاں سے پتہ کر کے یہاں آکر ہمیں بتائیں گے کہ پھر اس کے بعد یہ ہاؤس مزید اس پر غور کرے گا۔

جناب چیئرمین: ممبران کے views سن کر اس پر آخر میں بات کریں گے۔

ڈاکٹر بشارت الہی: جناب والا! ممبران کے views تو ہم نے اس وقت بھی سنے

تھے we had a lengthy discussion on this

جناب چیئرمین: آج صورت حال میں ایک تبدیلی یہ آئی ہے کہ سپیکر صاحب نے

مجھے بھی فون کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کو فون کیا ہے، مجھے فون کرنا تو ایوان کو فون کرنا ہوا حافظ صاحب کے پاس جانا تو حافظ صاحب سے ذاتی معاملہ ہے لیکن جب انہوں نے مجھ سے معذرت کی، تو میرے ساتھ معذرت کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ایوان سے معذرت کی ہے۔

ڈاکٹر بشارت الہی چیئرمین صاحب! on one hand if he accepts that

میں نے یہ آرڈر دیا ہے اور غلط آرڈر دیا ہے پھر تو بات ہے he says کہ میں نے یہ آرڈر دیایا نہیں ہے.....

جناب چیئرمین ڈاکٹر صاحب! اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر غلطی کوئی ہوئی ہے

تو لو ریلو پہ ہوئی ہے یعنی انہوں نے تو نہیں دیاناں۔

Dr. Bisharat Elahi: I don't agree with that Sir.

Mr. Chairman: I think keeping in view parliamentary traditions when the Speaker says this, I accept it as correct. Jam Karar Sahib.

Jam Haji Kararuddin: Mr. Chairman Sir, day before yesterday our feelings were hurt when we heard about this incident and the sympathies of the entire House were with Hafiz Hussain. Now since yesterday the table which has turned and the Speaker National Assembly has gone to his residence in M.N.A. Hostel to apologize and he has apologized you also on behalf of the Senate. Therefore, under these circumstances, I am of this opinion that we should forget this matter because according to the famous saying of our Holy Prophet that 'forgiveness is the best punishment', I think the matter should be hushed up and it should not be further elaborated. We should end this matter.

جناب چیئرمین۔ جی جناب چوہدری عبدالغفور صاحب۔

چوہدری عبدالغفور discuss بھی کر چکے ہیں۔ جناب کی عدم موجودگی میں اس دن یہ واقعہ پیش آیا اور یہ واقعی قابل افسوس ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ آنریبل سینئر حضرات کی کسی بھی طرح اور کسی بھی طور پر کسی معاملے میں تحقیق ہو، اس بارے میں اس دن بھی کافی بحث و تحقیر ہوئی اور فیصلہ یہ ہوا کہ فوری طور پر یا جلد بازی میں کوئی فیصلہ کرنا اور ایک غلطی کے بعد دوسری غلطی کرنا کوئی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا اسلامی اور پارلیمانی روایات کے مطابق ایک موقع دینا چاہئے کہ دوسرا فریق اپنا ورثہ پیش کرے۔ چنانچہ ہاؤس ایڈجرن ہوا اور اس بارے میں جناب والا نے درست فرمایا کہ کل اس کارپینڈنس میں بھی آیا۔ مولانا شیرانی صاحب نے جو ہمارے پیش اسلمی کے ممبر ہیں انہوں نے جب اس کی توجہ دلائی تو پیکر صاحب نے اسلمی میں بارمانہ صرف اس بارے میں اظہار افسوس کیا بلکہ معذرت بھی چاہی کہ مجھے یہ انتہائی دکھ ہوا ہے کسی مشکل میں بھی وہ نہیں چاہتے کہ کسی معزز ممبر کی کوئی تحقیق ہو، تو اس بارے میں ہاؤس میں انہوں نے وہاں بھی معذرت کی اور جناب والا سے بھی ٹیلیفون پر بات کی اور جناب نے درست فرمایا کہ آپ سے ٹیلیفون پر معذرت کرنا، تمام ہاؤس سے معذرت کرنے کے مترادف ہے اور اس کے بعد اگر personal injury ہوئی تھی تو حافظ حسین احمد صاحب کے پاس خود پہل کر گئے میں سمجھتا ہوں کہ اس تمام واقع کے بعد discussion and that has been reported in the Press also کے بعد اس کو مزید طول دینا یا اس پر مزید بحث کرنا بھی ہماری روایت کے منافی ہے۔ اس کو مزید طول دے کر اس سے ہم کیا چیز نکالیں گے یہ مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آتی اس بارے میں جو کچھ کہا جا چکا ہے اپنے خیالات اور غم و غصے کا اظہار ممبران نے کر دیا ہے اور یہ بات پیکر صاحب کے نوٹس میں آچکی ہے پیش اسلمی میں بھی اور آپ سے بھی معذرت ہو چکی ہے اور پریس میں رپورٹ ہو چکی ہے اور حافظ حسین احمد صاحب سے بھی انہوں نے گزارش کی ہے اور انہوں نے میرا خیال ہے کہ وہ accept کر چکے ہیں۔ اور اس چیز کو اب نہیں ختم کر دینا چاہئے۔ ورنہ قانون کے مطابق چلیں گے تو میں پروفیسر خورشید صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہی پوزیشن ہے کہ ادھر refer کر سکتے ہیں اور

وہ ایکشن کے بارے میں مطلع کر دیں گے کہ کیا لیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسے مزید اس سے بھی آگے نہیں جانا چاہئے تو جہاں تک جا چکے ہیں ہم میرا خیال ہے بہت آگے جا چکے ہیں اور اس طرح سے دونوں ہاؤسز کو آمنے سامنے لانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ تو میں گزارش کروں گا کہ میں خود بھی وضاحت کر چکا ہوں اور اس بارے میں انہوں نے معذرت بھی چاہی ہے۔

جناب چیئرمین ٹھیک ہے جی۔ دیکھیں جی یہ ساری گفتگو اور سارے ممبران کے خیالات سن کر قانونی پوزیشن بھی واضح ہو گئی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک سنگین واقعہ تھا کہ ایک ممبر کو کہ جس کا حق ہے کہ پارلیمنٹ میں آنا، اس کو روکا گیا اور میں سمجھتا ہوں اس کی توہین کی گئی، یہ ایک بڑا مشکل معاملہ تھا۔ میں سپیکر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کر کے مجھ سے معذرت کی، جس کی میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ایوان سے معذرت کی، اسی طرح انہوں نے حافظ حسین احمد صاحب سے ایم این اے ہاسٹل میں جا کر معذرت کی، یہ بھی ان کی اعلیٰ ظرفی ہے اور حافظ صاحب نے ذاتی طور پر اس کو قبول کر لیا ہے۔ یہ معاملہ میں سمجھتا ہوں اب ختم ہو جانا چاہئے اور ہمیں عوام کو بتانا چاہئے اور پارلیمنٹ جو ہے وہ دونوں قومی اسمبلی اور سینٹ پر مشتمل ہے آپس میں مل جل کر اس قوم کی بہتری کے لئے سوچ سکتے ہیں اور کام کر سکتے ہیں۔ جس کا میں سمجھتا ہوں کہ احساس ہے کہ سپیکر صاحب نے جس طرح کل مجھے فون کیا اور ان سے ملے تو یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس طرف ایک قدم ہے ایک اشارہ ہے کہ پارلیمنٹ پاکستان کا ایک اہم ادارہ ہے اور اس کے وقار کو بحال رکھنا نیشنل اسمبلی اور سینٹ کا مشترکہ فریضہ ہے۔ اور اب اس معاملے کو ختم کیا جاتا ہے اور میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس معاملے کو حل کرنے میں میری مدد کی ہے بہت شکریہ..... جی جناب فصیح صاحب۔

POINT OF ORDER RE: I.P.U.

سید فصیح اقبال پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین اب تو آپ نے فیصلہ کر لیا ہے اور ہاؤس نے اتفاق کیا ہے لیکن یہ آپ کے علم میں ہے اور بعد احترام سپیکر صاحب کے بھی کہ ہمارے سینٹ اور پارلیمنٹ کے معاملات میں آئی پی یو اور کامن ویلتھ پارلیمنٹری یونین کا مسئلہ زیر بحث ہے یہ اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن ہاؤس کے علم میں ضرور لانا میرا فرض ہے اس لئے کہ یہ ایک بڑا آئینی اور پارلیمانی مسئلہ ہے آج تک ایسا ہوا

ہے کہ جب سے سینٹ وجود میں ہے سینٹ کا کوئی رول نہیں ہے دو ہاؤسز ہیں اگر ان کے پاس I.P.U. ہے تو کامن ویلتھ پارلیمانی یونین ہمارے پاس ہو۔ مجھے آپ کی نزاکتوں کا اور فراخ دلی کا احساس ہے زیرین کا بھی احساس ہے آپ ذہین آدمی ہیں لیکن دیکھئے جوڈیشل پروفیشن سے تعلق رکھتے ہوئے آپ ہمارے کسٹوڈین ہیں۔ اور ایک سال سے یہ مسئلہ فائلوں میں پڑا ہے یہ بھی آپ حل نہیں کر سکے تو اس کو آپ حل کرائیں۔
جناب چیئرمین جی کوشش ہو رہی ہے خدا کرے کہ حل ہو جائے اچھا جناب۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین سید احسان شاہ صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ ۲ تا ۱۰ فروری، ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین مخدوم حمید الدین صاحب ناگزیر وجوہ کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس، ایوان میں تشریف نہیں لاسکیں گے اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ منظور فرماتے ہیں۔
 (رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: We start with the discussion on the President's Address to the Joint Session of Parliament.

سید اقبال حیدر آج وقفہ سوالات نہیں ہوا جی؟
 question اور answer نہیں ہوتا۔

Mr. Chairman: During the President's Address.

Syed Iqbal Haider: There is no rule.

Mr. Chairman: There is a rule.

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

جناب چیئرمین صرف صدر کے خطاب پر تقریریں ہوتی ہیں اس کے بعد یہ ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے میں یہی بختیار صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ He should open this debate on President's Address.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! غالباً رولز کے مطابق پہلے ترمیم آنی چاہئے۔ ترمیم ایجنڈا پر رکھی ہوئی ہے یہ رولز میں ہے.....
 جناب چیئرمین اچھا ترمیم ہے..... کس کی جانب سے..... یہ ذرا دیکھ لیں کہ ترمیم اس وقت put up ہونی ہے یا آخر میں؟

I am not clear on it.

Syed Abdullah Shah: When this motion is moved, only then I will move my amendment.

Mr. Chairman: Prof. Khurshid Ahmed, it is correct ?

پروفیسر خورشید احمد جناب چیئرمین! قاعدہ یہ ہے کہ پہلے وزیر جو ہے وہ تحریک کرے گا بحث کے لئے جو move کر چکے ہیں..... date fix ہو گئی ہے۔
 اب ترمیم سامنے آنی چاہئے.....

جناب چیئرمین جی میرا خیال ہے اس طرح ہوتا ہے کہ جس طرح ہم بل پر discussion کرتے ہیں۔ پہلے بحث کرتے ہیں پھر اس کے بعد جب کلاز بائی کلاز take up ہوتا ہے تو پھر ترمیم پر بحث ہوتی ہے تو میرا خیال ہے اس طرح کر لیتے ہیں کہ پہلے discussion ہو جائے پھر formally جب موشن put ہو گا اس پر ترمیم لا کر we can take care of the amendment

پروفیسر خورشید احمد اس سے مسئلہ یہ پیدا ہو گا میں آپ سے ذرا اختلاف کر رہا ہوں کہ پھر آپ کو ترمیم پر discussion کرنا پڑے گا۔ آپ ذرا kaul کو دیکھیں
 صفحہ ۱۷۳ تا ۱۷۵۔

Notices of amendments to the motion of thanks received after the President has delivered his Address
 اس کے بعد

Notice of amendments to the motion of thanks are tabled by members with reference to matters referred to in the Address as well as to matters which, in the opinion of the movers thereof, the Address had failed to mention, etc., etc.
 اس کے بعد پھر

The amendments are moved by members in such form as is considered appropriate by the Speaker.

The discussion on the Motion is initiated by the proposer of the

Motion who is followed by the seconder. The members who have tabled amendments are then asked to indicate their intention to move the amendments standing in their names and such of the amendments as are selected by the members are taken as moved and an announcement to that effect is made by the Speaker and after the winding up, has replied the debate, the amendments that have been moved or disposed of and then the motion of thanks is put to the House. This is the procedure.

Mr. Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh, please.

Mr. Hasan A. Shaikh: My submission is, Sir, that after the motion of thanks is moved then the other motion moved by Syed Abdullah Shah should be allowed to be moved. It is then that Mr. Yahya Bakhtiar will be relevant in whatever he says in favour or against of the amendment.

Mr. Chairman: Formally we get the motion of amendments moved and then we will put it at the end.

(Interruption)

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: I am really shocked to hear some gentlemen quoting a Hindu Writer, why not a non-Hindu Writer? This is my feeling and it has been injured.

Mr. Chairman: Mr. Behrawar Saeed you please write a book on Parliamentary Practices then we will quote yours.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: Always we see Kaul, Kaul, Kaul.

(Interruption)

Mr. Chairman: Inshallah, I think that a Senator would try to write a book on Parliamentary Practices.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: We may write it. Prof. Khurshid Ahmed may write it. But this is very strange.

Mr. Chairman: O.K. Let us think about this.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed : There are British Writers; there are American Writers then why this Kaul is always there.

جناب چیئر مین اب ہماری پارلیمانی روایات بن گئی ہیں۔ میرے خیال میں لکھی جاسکتی ہے۔ ٹھیک ہے۔

Right. I agree with you.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed : So far as this amendment is concerned, Sir, I will humbly ask this gentleman, he is regretting what demonstration they had held on 19th or what something else. He should have regretted...

Mr. Chairman : What is this amendment ? مجھے دیں۔

I have to approve it also. ویسے یہ move ہی نہیں ہو سکتی۔

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed : Regret about what they had demonstrated on 19th.

Mr. Chairman : Right. Abdullah Shah Sahib please move the amendment.

Syed Abdullah Shah : Sir, I beg to move the motion of thanks—

“that in the motion of thanks for the word ‘gratitude’, the word ‘regrets’ be substituted.”

Mr. Chairman : O.K. So, we will take it up at the end.

Prof. Khurshid Ahmed : On point of order.

پروفیسر خورشید احمد چونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم قواعد و قوانین کے مطابق چلیں۔ مجھے بڑا تعجب ہے کہ ہمارے محترم امینڈمنٹ کے موور جو خود سپیکر بھی رہے ہیں صوبائی اسمبلی کے۔ انہوں نے اس معاملہ ضابطے کا خیال نہیں کیا اس لئے کہ ووٹ آف تھینکس تو ووٹ آف تھینکس ہی رہتا ہے۔ امینڈمنٹ کے معنی ہی ہیں where it has failed وہ اسے لاتے۔ اس کا قاعدہ یہ ہوتا ہے۔

کہ ووٹ آف تھینکس کے بعد کہیں “but regrets that so and so has not been done.”

جناب چیئرمین اس میں اس طرح کر لیتے ہیں کہ ان دونوں چیزوں پر I will
admissibility of the amendment and how اس کی look it up myself
یہ بعد میں لے لیں گے۔ and what should be done.
at the end but formally it has been moved. But I can at the end also
say, it is not admissible and I am not going to allow it to be put to the
House.

Prof. Khurshid Ahmed : But I want to place it on the record
that technically its format is not right.

جناب چیئرمین format بھی اگر درست نہیں ہے تو I will rule it out.
فی الحال تو ایک فارمل چیز ہو گئی نا۔

Mr. Hasan A. Shaikh : The amendment should be read like this.

The House thanks the President for his gracious speech but
regrets..... جناب چیئرمین اس طرح کر لیتے ہیں تاکہ اس ترمیم کو

at the end of the debate when I am going to put it to the House at that
time I will determine whether it is admissible or not? If it is not
admissible, we will rule it out and if it admissible I will put it to the
House. Right.

(Pause)

Mr. Chairman : Yes please Mr. Yahya Bakhtiar.

Mr. Yahya Bakhtiar : Thank you, Mr. Chairman.

اور جس جس نے اس پر تقریر کرنی ہے مہربانی کر کے اپنے نام دے دیں تاکہ
we know exactly as to how many people would like to speak on this?

Mr. Yahya Bakhtiar : Mr. Chairman, I am grateful to you for
giving me this opportunity to open the debate on the President's
Address. I asked for a copy of the English version of the President's
speech and the office was very kind to give it me the day before yes-
terday but it is in such a small print that yesterday, the whole day was
spent with the magnifying glasses to read it. As I have to quote exten-
sively from the President's speech, therefore, I will be referring to my
notes quite often.

Sir, in the beginning of his speech, the President is pleased to observe that he is addressing this Joint Session in pursuance of the Constitutional requirement. I will come back to the Constitutional requirement and then he observes that the Joint Session of Parliament of the Islamic Republic of Pakistan which he is the custodian of the people's sovereignty, the highest Constitutional institution in the land and the most important pillar on which a democratic edifice rests. He is further pleased to say, the Parliament represents the nation's collective consciousness and reflects its best aspirations. He is also pleased to observe that the Parliament which symbolises the vigour and vitality of democracy in Pakistan despite its nascence and signifies the people's full faith and unshakable confidence in it.

Now, Sir, I will humbly submit that the President while saying all these nice things and correct things about the parliament, has not placed the full picture before this Joint Session. The whole story has not been told; the correct legal position has not been explained. He should have added in all fairness that this is the highest Constitutional institution in the land and the most important pillar on which a democratic edifice rests yet he can demolish it at his discretion whenever he wants, thanks to the Eighth Amendment.

Again Sir, the President should have been fair that this Parliament which represents the nation's collective consciousness and reflects its best aspirations he can set at naught, the collective consciousness whenever he wants. he can nullify the aspirations of the people whenever he wishes.

Again Sir, he should have been kind enough to say that the Parliament which symbolises the vigour and vitality of democracy in Pakistan and the peoples' full faith and unshakable confidence in it, he can emasculate it of that vitality and that vigour whenever he feels like doing so in his discretion thanks to the Eighth Amendment.

Now, Sir, I will come to what the honorable President said about the Constitutional requirement in pursuance of which he was addressing the Joint Session. The Constitutional provision to which he refers is Article 56 and what are the requirements of Article 56 and particularly Clause (3) and (4) under which the Joint Session met and the proceedings had to be conducted. Sir, Clause (3) says :

“At the commencement of first session after each General Election in the National Assembly and at the commence-

ment of first session of each year the President shall address both Houses assembled together and inform the Majlis-e-Shoora (Parliament) of the causes of its summons."

Then its clause (4) says :

"Provision shall be made in the rules for regulating the procedure of a House and the conduct of its business for the allotment of time for discussion of the matters referred to in the address of the President."

Now, Sir, under clause (4) we are debating and discussing matters referred to in the Address of the President. These provisions, as far as I know, are more or less borrowed from the Indian Constitution's Article 87 and this requirement of the Constitution in India, in Pakistan and in other Common Wealth Countries have been based on the conventions of the British Constitution.

The Presidents Address to a Joint Session is like the speech from the throne of the British Monarch. Every year at the opening of the session of Parliament the Queen goes or the King goes to the House of Lords where the throne is and she Addresses both the Houses of Parliament. There Mr. Chairman you are aware, you are a Barrister, that the House of Lords is a small chamber, all of them cannot be accommodated but the Commons are called there, most of them stand there some gets seats and they hear the speech from the Monarch. Sir, in England the speech of the Monarch is prepared and written by the Cabinet or the Prime Minister and the Queen reads it. In Canada, according to Basu's commentary, the speech is prepared by the Cabinet or the Prime Minister and it is read by a Governor-General. In India the position is the same as the speech is prepared by the Cabinet or the Prime Minister and is read by the President without any modification, any addition, any alteration as it is given that is read out.

As far Pakistan is concerned having read the speech I regret to say that this is more of a speech like the State Union speech of the American President, it has got very little to do with the speech of the Prime Minister or the Cabinet, it is the President's own sermon. May be some facts were supplied, they may have sent some draft but it is the President's own speech and if it is the President's own speech as I will be showing from the extracts of the speech then with all respect I will say that this Address was in violation of Article 56 of the

Constitution. Sir, as I said Article 56 of the Constitution the requirements are that the speech should be prepared by the Cabinet, it states government's policy. Last year what the government did that is mentioned, in external affair, internal affair that happened in England or India and then what is the programme for future year and what is the agenda of legislation.

All that is mentioned in the speech. And the allotment of time is for the purpose that we in the opposition could criticise any part of the Address we consider not correct or do not approve of and it is the duty of the Prime Minister and the Minister to defend their policy and Programme. But Sir, the difficulty is that it is the speech of the President and if it has his views, if these are his opinions and his instructions then neither they are in a position to defend it nor are they required to be defended by the Ministers. As I said this is in violation of Art. 56. The President—will kindly also appreciate, and so will the Prime Minister that Article 56 does not mention discretion. It is not one of these Articles of the Constitution that gives the President discretion that he can make changes or he can give his own speech. He has to read the policy and programme of the government and the draft that is given to him. Of Course if the President does not like or he does not agree with any provision or any part of the Address which has been prepared by the Cabinet or the Prime Minister then he can refer it back, point out to them that he would like to make some suggestions, some changes, some modifications and the Cabinet will consider it again like in the case of Bills or Ordinances but if the Cabinet after alterations additions, modifications, or without any—submit it again to the President then the President shall read whatever is submitted to him, without any modification, without any changes. But if the President is under the impression that he can add some thing of his own in the draft given to him or he can alter something, I think he is sadly mistaken.

Mr. Chairman Sir, I was astonished when I read in the news papers that when the Prime Minister was asked a question by the journalists as to why he kept quite on the 19th of December, 1991 at the time of Joint Session when the President was heckled and interrupted. You know Sir, what the Prime Minister said— "I wanted to listen to the President's speech", it seems he did not know what were the contents of the speech, he was very innocent about it, he was not consulted, he did not know. So this was not article 56. Everyday he gives us a lecture on what is parliamentary practice. What is the constitutional position. But

he does not even know this much that it was his right and duty to prepare the speech. If it was his speech to be read out by the President then there was nothing for him to know from that speech. And if the Prime Minister somehow says or feels that he has abdicated part of his authority or most of his authority in favor of the President out of consideration for his experience or for any other reason, may be for his kindness for what he had done for him, I will Sir, respectfully says to the Prime Minister that yes if it is something personal he can always do that but this is the right and duty of the Prime Minister of Pakistan and not of Mian Muhammad Nawaz Sharif. He can't abdicate the authority, he can't part with it. I am not suggesting for a moment that whatever the President says, when ever the President talks he has to act on the advice of the Prime Minister, no, but under Article 56 he has to act on the advice of the Prime Minister or the Cabinet, and otherwise he is free and there is no provision of Constitution which require him not to speak, he can give lectures on morality, humanity, Islam and how to be—a good Muslim, how to become a good citizen as he has done but here unless the Prime Minister advised him, he cannot do that.

Sir, as for the President is concerned I am sorry to say and somehow I feel and it is also my little experience in dealing with him that he feels and he "finds" his position, his power and authority in every provision of the Constitution were where it does not exists. The other day in reference to Mirza Ghulam Muhammad I quoted Allama Iqbal :

عصر من پیغمبر ہم آفرید
آن کہ در قرآن بہ جز از خود نہ دید

Now here we have to President ;

آں کہ در آئین بجز از خود ندید

He only sees himself in the Constitution, nobody else. Sir, may be this is due to the fact that the honorable President was during the Martial Law may be this is due to the fact that the honorable President during the Martial Law was the Secretary General-in-Chief and then the Finance Minister but the general belief is that he was the virtual Prime Minister and he exercised all the authority and power. Having lost that authority and that power, now he feels lost and is looking for discretion where it does not exist.

Now Sir, as I mentioned the incident of 19th December 1991 with your permission I will say a few words about it because it is a part of

the joint session. Sir, there has been a general criticism from a section of the people about it. I should say that what happened it should not have happened, that decorum should have been maintained. I agree especially decorum should have been maintained when the President came. I agree decorum of the House—joint session should always be maintained at every stage and particularly when the President is there, I entirely agree but I will say that this is a very unfair comment or criticism as far as the Opposition was concerned, I will request Sir, as you were present and most of us were present please replay the video or the TV recording of the entire proceeding and you will remember also what happened. What happened was that when the President arrived along with the Chairman and the Speaker, there was the national anthem and we all got up, after the national anthem was over there was Talawat-e-Quran-ê-Sharif. It was heard with dignity and in silence.

Thereafter Sir, the problem started when the Speaker requested the President to address the House. A point of order was raised by the Leader of the Opposition and the Speaker started interrupting her, not allowing her to speak, rejecting the point of order out of hand but in the point of order she was pointing out Rule 5A(1), you will Chairman, Sir, remember, and I want to draw your attention that the proceedings were not properly conducted—Speaker had no business to assume the position of the President or the Chairman of those proceedings, he was not to preside in a joint session like that when the President addresses, it is the President himself who presides, if it is the President himself who will give rulings, it is the President himself who will give any order that is necessary he has all the powers of the Speaker but in the joint session when the President addresses, Speaker is not the President, he has no business to stop the Leader of the Opposition. But what actually happened was Sir, that when she was speaking, not only the Speaker but the honorable members on the treasury benches they started banging the tables—thumping the tables so that she is not heard, to silence her, this is on the record, you will see that, in the video, play it again without editing of the Minister for Interior, so after this naturally when the President started speaking.....

Mr. Chairman : Just as a matter of interest you have Rule 5A.

Mr. Yahya Bakhtiar : Yes, I have.

Mr. Chairman : Please read it.

Mr. Yahya Bakhtiar : There was an Article in 'Dawn' written by Mr. Justice Qadeer-ud-Din who is the former Chief Justice of the West Pakistan High Court and he said that amazing lapse by experts, your experts, Speaker's experts and whether it is the Law Ministry, it is a lapse on their part.

The Rule 5A(1) reads: "When both the Houses assembled together for the purpose of the Address of the President under Clause (3) of Article 56 the proceedings shall be conducted and controlled by the President in such manner as he may deem fit and without prejudice to the generality of the foregoing provision, the President shall for that purpose have all the powers vested in the Speaker under these rules."

Mr. Chairman : When they say, 'in such manner as he may deem fit' can not he delegate his powers to any one.

Mr. Yahya Bakhtiar : He can delegate.

Mr. Chairman : He did.

Mr. Yahya Bakhtiar : But he was present.

Mr. Chairman : Just to put the record straight, before the joint session the President told me that he had delegated his powers in respect of controlling of the House to the Speaker and he had done this in writing, unfortunately this matter. یہ بات جو ہے واضح طور پر سامنے نہیں آ سکی لیکن صدر صاحب نے لکھ کر اس دن کی کارروائی کیلئے اپنے اختیارات سپیکر صاحب کو تفویض کئے تھے۔

Mr. Yahya Bakhtiar : There is no provision for that as he was present.

Mr. Chairman : He could under rule 5A

آپ پڑھ لیں

"..... in such manner as he deems fit....."

He has got the power to control the two Houses assembled together, it is not a joint sitting, it is two Houses assembled together. اور اس کے تحت (اے) ۵ کے تحت صدر صاحب کو اختیار ہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar : You further read Rule 6.

راجہ محمد ظفر الحق پوائنٹ آف آرڈر اس دن تقریر سے پہلے بھی تقریر کے دوران بھی صدر صاحب نے خود سپیکر کو کہا کہ آپ اس چیز کو کنٹرول کریں۔
جناب چیئرمین : نہ صرف یہ لکھ کے کیا راجہ صاحب

My information which was given to me by the President was that he has in writing delegated powers for that day under 5A to the Speaker. تو وہ اصل بات بوجہ ہنگامہ واضح نہیں ہو سکی۔

جناب یحییٰ مختیار : میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو بات آپ کر رہے ہیں۔

I accept that he may have done that but we were rightly pointing out a provision under which the Speaker has no right to interfere and reject. He never said that I have delegated powers from the President, I am controlling it on behalf of the President, there is nothing on the record. Rule 6 further says :—

except when the two Houses assembled together for the purpose of the Address of the president, the Speaker shall preside.'

Except that so there is a prohibition on him, that it is only President who controls, the President said that He did not say, I rule you out. سپیکر صاحب نے رولنگ دے دی ہے۔

جناب چیئرمین : وضاحت نہیں ہو سکی اصل بات یہ تھی۔

Mr. Yahya Bakhtiar : The thing was that we were not heard, we were shouted down, the Leader of the Opposition was shouted down, they were thumping the Tables and they were paid back in their own coin—thumping back, although thumping the tables is very common in any House everywhere, of course we have the tradition of breaking the Speakers head with a chair, I don't want that thing to happen again but as far as thumping of the tables is concerned this is the way of applause or protest it is very common and they started it.

Sir, I said this because I wanted to put the record straight. Nobody intended to insult anyone but here I will also say that the President may also kindly appreciate as to why this happened to him, it has never happened to a President before. I know the President has

a very high position, we all respect the high position but the President should respect the Constitutions. A President should act in accordance with the Constitution and the President should be impartial. He should not be partisan, he is partisan, he is prejudicial then these things will happen and happen again and again. The only one fact alone is sufficient that he started a process of accountability in one sided manner only against the PPP, all the references only against the PPP that alone is enough to condemn him in history.

Now Sir, I will just briefly refer to a few matters which the President mentioned in his Address. The President in his Address, I am reading from the English version because I think it was prepared in English then translated into Urdu, this is my impression, I may be wrong. The President was pleased to observe that :

“Another matter which requires the Parliament’s urgent attention but continues to be ignored for whatever reasons is the change of party loyalties.

It was this disgusting practice which contributed the despicable term of horse-trading to our political jargon” Sir, I would like to place on record that this statement with all respect is not correct. This expression horse-trading appeared before the National Assembly met, a newly elected National Assembly which was elected as I believe, on the 16th of November, before that this expression appeared and it appeared for the first time in the London Times of 24th of November, 1988. Its editorial was “Unjust Delay”. The London Times said, why is the Acting President in Pakistan not calling upon the leader of the largest party in the National Assembly to form the Government and then with reference to the President and the then the Chief Minister Punjab Mian Muhammad Nawaz Sharif, it said, it is obvious that the President wanted to encourage Mian Nawaz Sharif to include in “horse-trading”. “Horse-trading” was used there with reference to him and Mian Nawaz Sharif for the first time by the London Times on 24 November, 1988 before the Assembly met. Of course, after that, they encouraged it. What is happening to Hanif soldier in Sindh? Jam Sadiq wants this horse-trading to go on, he does not want any law otherwise he could not get the majority in Sindh Assembly. I don’t want to go in that detail. But the fact remains that this “horse-trading” was mentioned for the first time as far as its recent history is concerned, in the London Times of 24th of November, 1988.

Sir, the President was pleased to observe about the press. He said that the press is to provide intellectual guidance to the nation in relation to the important problems, as the press is the maker of public opinion and conscious-keeper of the nation. They are custodians of the dignity of the pen and they should always keep in mind consideration of genuine national interests and morality; that he has been an admirer of the heroic role of the press under highly unfavorable conditions in the past and against the repeated on-slaught of the forces of darkness. The President also expressed his auguish that Journalists, as standard-bearers of democratic freedom have been subjected to violence in today's democratic ambience. One will generally agree as the President has said but my own view is that the press is not a maker of the public opinion, they project it. They help in formulation, yes, but they project the public opinion. There is no doubt that the press has been making tremendous sacrifices, it has suffered a lot. Some of them for uttering the truth what they call before the unjust rulers. But we also have some pressmen who are sycophants who are trying to enrich themselves, trying to mislead the people outside and inside the country because as a part of the nation they also have the characteristics that we have of good and bad but all the same I fully associate myself with respect that they have done a wonderful work particularly in the dark days when the forces of darkness were very much there.

But I wonder that when the press was suffering: that when for the first time in the history of this sub-continent the pressmen, the Journalists were flogged publicly what office the honorable President was holding at that time? Was he not the Secretary-General-in-Chief of the Martial Law Administrator or was he the Finance Minister and virtually the Prime Minister? He may have all sympathy and anguish for them; he may say that again that even during this.....

Mr. Chairman : کہیں ہو سکتا comment پہ Conduct کے
President کے مطابق rules

Mr. Yahya Bakhtiar : I have not commented but I am referring to.....

Mr. Chairman : And I think personal conduct اس کا speech کہہ
in the context کی ہے انہوں نے وہ تو ٹھیک ہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar : We can judge as to what his conduct was?
And the Constitution does not say this. With all respect I am not, I am showing my respect but I am criticising a portion of his speech.

Mr. Chairman : His public conduct, yes, you can discuss it.

Mr. Yahya Bakhtiar : No. But I am just saying that he (President) says that he has sympathy with them. I say, I have sympathy with them and you will ask me, what did you (Mr. Yahya Bakhtiar) do about it. Because he was the President, he was the Acting President, did he even move a little finger to help those who were being flogged ; to help those who were subjected to the onslaught of forces of darkness? Was he with the forces of darkness or forces of light? That is all I wanted to know because as Hafiz says :

واعظاں کہ جلوہ در محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آں کارم دیگر می کنند

Sir, the President in his speech about the legislation, says that during the last year 57 Bills were moved, 24 were passed and he says, that this is "unprecedented." I think, that this may be considered a complimentary the ruling party. But I think it is a very doubtful compliment. I say so because the President himself observes and subsequently says that "Unnecessary haste at times in legislative work of an important nature creates an impression which does not add to the Parliament's prestige." Now you (Mr. Chairman) would recall, I am told that not only of the "unprecedented" speed about these 24 Bills but the Constitutional 12th (Amendment) Bill was passed in a few minutes. This speech which the President has written himself, where he further says, in the same speech is surprising. He says, Sir,—

"Yet another aspect inviting people's concern is the often noticed lack of interest in the business of the House on the part of the elected representatives, including Ministers....."

You (Mr. Chairman) can see, the President address that—

"..... lack of quorum, insufficient participation in debates and unnecessary haste, at times, in legislative work of an important nature create an impression....."

which I already read.

Now Sir, it is interesting that with lack of interest, with insufficient participation, with lack of quorum they have achieved so much 24 Bills they passed and that was unprecedented. Now if they attend

sessions and there was no breaking in quorum and there is no insufficient interest and they fully participate I wonder what will happen?

ابھی بھی صبح قیامت ہو کم سنی کی قسم
تم ہی بتاؤ تمہارا شباب کیا ہو گا

With lack of interest, without attending the House they passed 24 Bills. Then sir, the President refers to Shariat Bill. The President says :

“The most significant among these was the Shariah Bill. Its passage has paved the way for the realisation of the nation’s long standing dream of establishing a new order in Pakistan in the light of the Holy Quran and the Sunnah—an order characterized by peace, harmony, justice and brotherhood ; an order in which political structures are genuinely geared to serve the people. economic system is based on egalitarian principles and practices and human relations are founded on mutual love and respect.”

These are noble observations nobody could differ with them. The President further says and suggests Sir, that the government should do something about corruption. The President says :

“....., the Government should bring before the Parliament, as promised, a Bill to eliminate corruption as a logical sequel to the Shariah Act.....”

Having said this the President seems to have realized that one Bill will not do and he added :

“....., it must be kept in mind that one or two pieces of legislation are not going to do the job. What is needed is to bring about a revolution—a mental and spiritual revolution that will transform our ways of thinking and acting, will change our values and our concepts of grace and disgrace, of high and low, of success and failure— a revolution that will make us Muslims in the real sense.”

Laudable, Sir.

غم آرزو کا حسرت سبب اور کیا بتاؤں
میرے ہمتوں کی پستی میرے شوق کی بلندی

How will this be achieved? The President then also expects :

“....., the Parliament should also pay attention to providing social justice and economic security to the common man, in accordance with the teachings of Islam,.....”.

The President does not enlighten us as to how can this be achieved, how can mental and spiritual revolution be brought about. Who does not wish to provide, economic security to the common man, but how? Perhaps the President saw capabilities in the IJI's leadership that they will be able to provide this economic security because they are God fearing people who seem to believe that God helps those who help themselves and they are helping themselves well and proper, first to ensure their own economic security and this is obvious from the cooperatives scam as well as from the “privatization.”

Sir, the President speaks of democratic institutions which have failed to attain that maturity which we should have achieved and attained.

He says :

“..... Our democratic institutions are yet to reach a level of maturity where their performance can be measured with they yardstick of established democracies.....”

But why is that so? I ask respectfully. Apart from three long Martial Laws which hampered the growth of the plant of democracy and the march of the nation towards democracy and achieving that maturity for our institutions the President speaks about. Does the President consider that the Eight Amendment is conducive to achieving that maturity for our Constitutional institutions? The President was a close associate of the late Gen. Zia-ul-Haq when the Government of Mr. Muhammad Khan Junejo and the National Assembly and the Provincial Assemblies were subjected to operation of 8th Amendment by Gen. Zia-ul-Haq. I believe Mr. Ghulam Isshaque Khan was consulted. Did that help? And again when the onslaught of 8th Amendment came in August, 1990 did that help in achieving the democratic maturity? I leave it to him to decide whether these were the steps taken to help attain maturity, to help democracy or impede or hamper its progress. Sir, I want to take as little time as possible that is why I am cutting short many of my submissions.

About the law and order the President thinks that the federal and the provincial governments have taken certain measures with which he is expressing satisfaction. He says some positive steps have been taken by the Federal and Provincial Governments. And the first he mentioned is the Speedy Trial Courts. The speedy Trial Courts have helped according to the president in checking the incidence of heinous crimes. But Sir, you are a Constitutional lawyer, I am a Constitutional lawyer and we all know very well the 12th Amendment. The Speedy Courts are in violation of the fundamental rights of the citizen ; fundamental rights not only of equality that is given by the Constitution, but also by Islam itself. This Speedy Trial court is a glaring example of discrimination. Two heinous offenses, four heinous offenses, ten heinous offenses of the same nature are committed why some of them were picked by the law Ministry and referred to the Speedy Court and the rest were not. This is discriminatory, this is violative of the Constitution, this is violative of the basic Islamic principle of equality. This would not help, why should not all these heinous crimes be put in a schedule to the Act and defined there and by operation of law should automatically go to the Speedy Trial Courts, why should somebody a Deputy Secretary, a Joint Secretary or may be anybody else or may be by order of the Prime Minister pick and choose a case and, send it to a speedy Court. Sir, this is a very serious issue which the nation has to apply its mind to sometime. The other day I brought a Bill, it was rejected. It was for curtailing—the jurisdiction of the Shariat Court. We have so many, hierarchies of courts, we have normal courts, we have tribunals and Jirgas in some parts and there are the Special Courts of different kinds of banking and other problems but now we have the speedy courts for the same offense for the same offense by the same judge, he sits in the same room but in one case he has to speedily decide and even if the person is not prepared with his defense he says I am sorry I have orders, I have to decide within a month, whether you can bring your defense or not. The accused says, Sir, “my document is in England, I left it there. I need time to go there or get it sent”. In normal course Judge say ‘yes’. If the accused is believed the Judge says ‘yes’ give him a chance to go and bring the document because the defense depends on that, your honor depends on that, your life, your safety, your liberty depends on that go by all means but the Speedy Court will not give him a chance. The Judge will say I agree with you, I have sympathy with you but look this is a mandate of law and the Constitution I can not help it, within a month I have to decide. This is quite an unfair system, so don’t praise it so much. It does not help and it is not going

to help. All cases should go and be speedily decided. We all want that. There should be no question of pick and choose and they should not do that.

Then, sir, referring to law and order, the President is further pleased to observe and he rightly observed and I respectfully agree that crimes are symptoms of a sick society, nobody can dispute that. I fully respect his observation. But then he says in our society, unfortunately some elements do not refrain from taking political advantage out of particular criminal incidents. I wonder if the President was referring to Vena Hayat case? If so he should also have, in all fairness, added that in our society unfortunately some people holding powerful official positions take criminal advantage of the offices they hold :

چپکے چپکے رو رہی تھی ایک کلی
میں نے پوچھا کیا خزاں کا خوف ہے
جی نہیں ایک دن خزاں تو آئے گی
پھر سنا ہے اس نے چپکے سے کہا
اس چمن کا باغبان گل چیں بھی ہے

I stop there as far as Vena Hayat case is concerned.

The President is also pleased to say that for maintaining law and order two institutions are most important, i.e., the police and the judiciary nobody can dispute that. I entirely acquire that these institutions are most important. The president is pleased to observe that police requires a lot of reforms and it will naturally take a long time. As far as the Police reform is concerned, I don't know how will it be achieved. In a way I have some sympathy also with the policeman. Someone was telling me in Quetta, we had some desperado with Kalashnikov attacking people. He come from a very respectful Sardar family but was a desparate young man, but he had committed so many offenses. Why don't you go and arrest that man? A Policeman was asked. He says he has got a Kalashnikov, I have an ordinary gun, how can I go and arrest him? I have got children, I am getting two thousand five hundred rupees a month, I can not even live on that, how can I afford to get killed. So Sir, these are the problems, the police needs to be properly paid and every body needs to be properly paid. The whole thing needs to be revised whether we can afford it or not but that is very difficult proposition. We will fully cooperate with the government whatever steps are taken in the reforms of police.

The next thing that the President observes is about the judiciary. The President was pleased to observe that the judiciary is in all respects independent, fully impartial and it has great sense of responsibility, I entirely agree but I ask very respectfully, at what price? What sacrifices the Judges have to make to achieve that independence, that impartiality and that fearlessly passing of judgement? All the judges like Sardar Fakhr-e-Alam, Justice Hafeez Memon, Justice Enayat Elahi Khan, Qazi Mohammad Jamil and some others indeed would go down in history as our national heroes.

About Sindh, Sir, the President observes that "in the context of law and order, the province of Sindh is as usual a favorite topic of discussion among the people. So far as ethnic violence is concerned no realistic person can possibly disagree that by the grace of God the terrible chapter has almost come to a close. Let us hope that better sense will continue to prevail and the people of Sindh will continue to demonstrate a developed sense of responsibility. As for other respects of law and order it can be said that at least in the cities the situation has substantially improved. This return of lively civic activity is a convincing proof." yes, Sir, there is very lively civic activity. In Nishtar Park Karachi when G. M. Syed's birthday was celebrated, very activity was seen. And a few days before when G. M. Syed gave a model to Jam Saddiq Ali for being a good Sindhi. These activities are there we have noted them. But Sir, I would say that perhaps the honorable President has been getting information about the Sindh law and order situation from his own sources, Jam Sahib or Mr. Irfanullah Marvat have given him that information. He says that the situation in the cities has improved, I have got an issue of "The Friday Times" of February 6 and 7. This is a weekly journal current, right or wrong but I am reading from that it is a responsible journalist. It writes :

"In Hyderabad the social and economic life of the city has suffered immeasurably from this new trend." The new trend is Sir, that after ethnic fighting and curfews Hyderabad now faces kidnapping. "Evenings are spent at homes, people are reluctant to go out. At night even in emergency even Ministers who move with two trucks loads of armed policemen have given up travelling after sun set. Trading hours have been reduced and the price of real estate has dropped dramatically."

Then Sir, the situation as far as law and order in Sindh is concerned, a table is given of the year, the year the President was satisfied with, he seems satisfied with, it shows Sir, that in 1991, in January there were 152 kidnappings, 57 murders, in February, 230 kidnappings, 37/34 murders, in March 268 kidnappings, 71 murders, in May 317 kidnappings and 41 murders and the number is increasing.

Till December, we reached 314 kidnappings and 103 murders. And as far as the Karachi is concerned, I will draw your attention to Dawn Karachi of 25th January, 1992. It reports: "The crime calendar last week presented a diversity raising from violence, murder, robbery to political crimes. The situation in the interior is still volatile and murders and kidnappings are rampant." Then it described in detail the Sindh situation but the President also said it was still bad. But then he comes to the City which the President is satisfied with that this city (Karachi) faces disturbance of another kind. Ethnic disputes is no longer there for the time being it seems. "Work at the Fish Harbor was suspended after the dispute between the sailors and the Karachi Fish Harbor Authority." Then it gives further detail and I don't want to waste your time, Sir.

Another case, the food poisoning has been going on the large scale. "A labour and his grandmother died and his wife fainted in New Karachi as a result of food poisoning. In another case, 100 persons suffered food poisoning and were brought to the Jinnah Post Medical College but their condition has deteriorated. Seven murders were committed in the city. A woman was strangled by her jobless son after quarreling with her over money. Another woman was stabbed to death by her neighbor when a heap of rubbish was thrown by her and soiled, his clothes. Two persons were shot dead in Nabi Bakhsh in a clash over possession of a restaurant over which they had a deal. A Rickshaw Driver was found dead with stab wounds, in New Town. another elderly man was shot dead in Quaid Abad over an old enmity. Seven cases of robberies, most of them car robberies were reported in the city" and so on the gives all the details. So, I think the honorable President is very optimistic if he has accepted the position as given to him about the law and order situation in the Sindh.

Moreover, Sir, I would respectfully submit that after Martial Law when Martial Law was lifted in 1985 and Mr. Junejo was the Prime Minister at that time the position started improving in Sindh.

Sindhis were happy to some extent that democracy had come, a Prime Minister had come to listen to them and he would solve their problems. But then came the Eighth Amendment's on slaughter and Sindh went back to the first square. Again the rangers, again the army to help maintain law and order, this went on. After that, Sir, when in 1988, again the democratic government was installed the position improved. It was improving, but unfortunately, within 20 months again the Eighth Amendments on slaughter came again and Sindh was sent back to the first square, and this time they thought to deal more ruthlessly with Sindh, they thought the difficulty was not that they had problems but they had bad boys. They have been very roughly treated and the State terrorism of the worst kind was let loose and which came in the form of

شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

It came in the shape of Jam Sadiq and Marwat. So, Martial Law was over, they made Sindhis forget with Martial Law is ?

دیوانگی عشق کے بعد آ ہی گیا ہوش
اور ہوش بھی وہ ہو جو دیوانہ بنا دے

So, that is happening in sindh.

The President then observes about privatisation, and he says, "I would like to add here that while pursuing this privatisation policy, the government must take special care to ensure that it does not lead to the creation of monopolies and that industrial ownership is made as broadbased as possible so as to guard against the concentration of wealth and factors of production in a few hands which is forbidden by Islam also. At the same time it is of utmost importance to keep the privatisation process," (I assure you that this is the President's instruction and advice and not prepared by the Prime Minister). The President continued that : "At the same time it is of an utmost importance to keep the privatisation process so fully transparent that no room is left to suspect any unfair deal, favoritism, victimisation or denial of due rights."

لو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

When the President says, the people suspect you of all this, people suspect you of favoritism, victimisation, unfair deals and make it as transparent as possible and it is not so at present.

After that I go to the cooperative scandal which the President refers to. Having expressed his sympathy with the affectees of the cooperative scandal and reprimanded the Opposition in Parliament that instead of trying to make political mileage it should have made practical suggestions to provide help to the affectees of cooperative scandal. The President, however, commended the IJI Government for what he called, "the bold and effective measures to make up for affectees losses, it has also set-up a judicial commission to fix responsibility for the irregularities and malpractices committed and to identify those who have taken illegal advantage so that all concerned, no matter, how highly placed, could be held to account." Sir, this is a very laudable thing the honorable president has said. But does he really seriously think that what steps the Prime Minister has taken, "bold steps" they are going to help the affectees? Does he really think that the Commission will hold the person who may be responsible, Prime Minister or anybody else to account ?

Sir, the Prime Minister may very well say that it is for the first time in Pakistan that the Chief Executive has offered himself for accountability but he may also kindly appreciate I am not saying, but a commentator in a newspaper commenting on this said that it is for the first time in the history of the country that the Chief Executive and his close Cabinet associates have been accused of direct involvement in the country's biggest financial scandal.

ہے غارت چمن میں یقیناً کسی کا ہاتھ
شاخوں پر انگلیوں کے نشان دیکھتا ہوں میں

ہم یہ کوئی کو آپریٹو کاسینڈل نہیں لگاتے جو بھی ہوا ہو

Hundreds and thousand of people have suffered in the Punjab. The affectees of the cooperative are poor people, the ordinary people they have suffered and you all agree with that and somebody took the money away and they have been deprived of that. So I am only referring to that.

(Interruption)

Mr. Chairman : No direct talk, please.

Mr. Yahya Bakhtiar : Sir, I would like to draw the attention that

for the ten years when Mian Nawaz Sharif was Minister and Chief Minister of the Punjab. Cooperatives problem in the Punjab arose then and after that he became the Prime Minister and in this period this scandal appeared. But Sir, I would only say this much that the commission, I have respect for the Judges, I have respect for the judge in Karachi, Qazi Abdur Rahim is a very honest man he is very honest judge but the judge is helpless, when you enquire who is going to produce the evidence before you. Who is going to assist you ?

قیس بھی تو لیلی بھی تو صحرا بھی تو محل بھی تو

If the Prime Minister appoints a commission, he appoints the prosecutors, he sends a defence counsel and he tells them what file is to be produced and what is not to be produced. As a sitting judge, what can you do, you have to depend on them. They will conceal evidence which is going to prove the case against him. They will put forth evidence which may help but that in any way against him. He should have resigned in all fairness. He is a young man, he will get an opportunity again that will enhance his prestige. When this thing happened, such a serious scandal has taken place and he is directly involved and he himself realised it and the fact that he appointed a Commission because he did not want a decision. For months he was hesitating. He asked his colleague Ch. Shujaat Hussain, incharge of the Interior Division to look into the matter. he appointed a committee (presided by Ch. Shujaat Hussain) similarly involved, you scratch my back. I scratch your back and solve the problem. That did not help. The people were not satisfied with it. So after five months he appointed this Commission and this is not, with all respect going to help him because if the Commission is not going to get the evidence which they require and it cannot get it by itself. But what I want to ask is another question, an important question—if the honourable Prime Minister was offering himself for accountability he should have been fair, he should have advised the President under Article 48 that a reference should be made under P.O. 17 of 1977 to a judge or a tribunal as in the case of Mohtarma Benazir Bhutto and others, who are facing the process of accountability, same sort of accountability, why two different types of tribunals? Why the double standards? And he may claim the protection under Article 248. That he does not have to appear there but he may appear or not this is not going to solve the problem but why this double standard, why the different modes of accountability ?

Sir, the President has asked in his Address that they should pass a Bill, pas a law, this government of Mian Nawaz Sharif, Ch. Shujaat Hussain to eradicate corruption from our society. The President is with all respect, like our great poet Mir Taqqi Mir, I am sorry with respect I say

سادہ ہے میر کے بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

Those who were responsible and involved in corruption he is asking them to pass a law to get rid of corruption. Now Sir, before I conclude I will humbly tell the honourable Prime Minister and those in power today that please don't give a bad name to Quaid-i-Azam because they claim to be Muslim Leaguer, they came out with a manifesto that they will put an end to corruption—please don't give a bad name to Quaid-i-Azam's Muslim League or to Quaid-i-Azam. Sir, Quaid-i-Azam was universally considered throughout his career as a most honest and incorruptable politician of the Sub-Continent or anywhere. Sir, the Quaid literally worked himself to death to serve this country. You will remember there are some honourable member who know this that as far back as in 1941 a doctor told him (Quaid-i-Azam) that in lungs were finished, and he was terribly affected by tuberculosis—he should go and rest, he can't live for more than six months or a year, this was a Hindu Doctor, The Quaid told him “Doctor what is your code of ethics? if I tell you not to tell anybody that I suffer from this illness, Will you abide by that the doctor said yes, I will not tell anybody but I advice you take rest you can't live furlong”, quaid said thank you very much you keep it yourself and he worked and worked and through sheer will power he survived, he gave us this Pakistan, he made this achievement, and when he died Sir, he was a very wealthy man. He never held any office before the establishment of Pakistan. He in practice made a lot of money and was a wealthy man and he had property worth crores. Today you can see Lahore Liberty Market in Gulberg, Malier he left them all to the nation. I am just talking of standard, the tradition he left—80 per cent of his property he left to the nation—Islamia College Peshawar, Sindh Madrassa Karachi, Aligarh University, he left for them.

Sir, after the Quaid we have Nawabzada Liaquat Ali Khan he was a Nawab, he was a landlord of Karnal, he had property in U.P. and when he was assinated he did not leave any property his bank blance

was about four or five thousand rupees and his widow had to be provided shelter by the State. Sir, after that we have Khawaja Nazimuddin scion of Nawab of Dhaka family, a man with enormous wealth, property all over Dhaka, all over Bengal. He was—Sir, educated at Hurrow and Cambridge even as a school boy he was sent there to Hurrow and Cambridge, he never took a penny from the nation, he gave and gave and gave and I remember when we went to Dhaka in 1963 Ch. Ahsan, Aitzaz Ahsan's father and probably Hasan A. Shaikh will remember as he was also there. So he called a meeting in a Pindal of the council and then next day after that he called the council members to his—house because it was costing a lot of money to have the pindal and put up Shamianas and all that. So we went there and put that Shamiana and all that. So, we went there to his house and there was a small lawn, where some Chattaies and durrees were spread. We sat and we attended that meeting and chaudhry Ahsan said Sir,

آپ یہاں کے گورنر جنرل رہ چکے ہیں وزیر اعظم رہ چکے ہیں۔

Khawaja was Minister since 1928 in United Bengal, he became Chief Minister there, Prime Minister there آپ اتنی دیر آفس میں رہے ہیں اور آپ

Khawaja Sahib said کاتنا چھوٹا گھر بھی یہ بھی کرائے کا ہے۔

Again Sir, we have Sardar Abdur Rab Nishtar, he was also governor, he was also Minister. for many years, he died in a house in Karachi which belonged to the Stenographer of Mr. Khoro, the Sindh Chief Minister, a rented house. These were the people Sir, even Mr. Soharwardhy and others, they have this example before us, they were the real followers of Quaid-e-Azam. They were not there to enrich themselves collect and collect and collect

بست نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

It never comes to an end.

(Interruption)

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed : Now a Muslim League speaks though on the other side Sir and I still invite him on behalf of Muslim League to come and lead us.

Mr. Yahya Bakhtiar : Thank you very much I appreciate the compliment. میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا۔ وہی بات آپ کر رہے ہیں۔

Sir, now I will speak of one small incident because I was impressed by this. I am just talking about the Quaid-e-Azam's integrity. I had the great honour of knowing Quaid-e-Azam, meeting Quaid-e-Azam but also great honour of meeting for several years Mohterma Fatima Jinnah and listened to her.

Sir, the incident was that at one time I think some people still recall, that Quaid-e-Azam complained to TATA, TATA's was the Biggest industrialist concern in India, he said, look, you have not got a single Muslim executive, even among your Directors I see that no Muslim is there why? Tata realized and the next day he went to the Quaid with a list of ten executives and those executives were as high as CSP officers, ICS officers, the pay, position/status, "I will have ten Muslim executives and one or two directors give me the names of those directors and executives." The Quaid-e-Azam looked at him, he says, "I am shocked! what do you expect, I know very few people *i.e.*, some important people; some Nawabs some industrialist in working committee, and here and there, I know they have sons. There may be hundreds and thousands of poor Muslims, more able, capable, how can I give you the names? Have a competition, have interviews and then appoint them. I will not recommended them have a competition. Now in our case we will straightaway say Faseih's son is very good, no competition, I recommend. You see Sir, how naturally honesty and dignity came to him. Then one more incident Sir, I conclude;

Mohterma Fatima Jinnah was telling me that after partition, after Pakistan was established, few days later Mr. Pir Bhai, Barrister-at-law India who was Quaid-e-Azam's nephew and Miss Jinnah said 'my favourite nephew', but he visited Pakistan, He stayed in Governor General House, Quaid-e-Azam was happy to see him, Mohterma Fatima Jinnah was very happy to see him that he was stayed with them, She said, they used to meet at breakfast time, the only time they could discuss things or what was happening in India, what was is happening in Pakistan, family affairs, after breakfast, the Quaid-e-Azam used to be busy the whole day and how busy Quaid-e-Azam was, I just mention, In those days, I was in London when Pakistan was established. I was doing my bar, a journalist reported that he after 15th of August he went round in India in different Ministers' houses, governor general house, Prime Minister house, after mid night there was no light, they were sleep and then he came to Pakistan after couple of days, he after mid night visited houses, of Ministers, there was

no light but the lights were on in the Governor General house. At two o'clock in the morning the lights were on, he asked the police at the gate the lights are on, he says, 'yes' the Governor General is working. He says, "can I see him"? "Of course not" he replied, but please ask if there is some Secretary, he says, yes, the Secretary is there. Please ask him, I am a journalist a foreign correspondent of some newspapers he mentioned, I would like to see him. At two 'O' clock in the morning? He said, you please ask. The Secretary was contacted on telephone, Secretary said the same thing, how can I disturb him? He said, but I am told he is working, he said 'yes', he is working. He said, please ask him. So he asked him. The Quaid-e-Azam called him in. He said, yes, come in. He said, yes, come in. The journalist said, he just wanted to see him. The tired old man was sitting in his chair, he looked at him, pointed to a chair and said please sit down, what can I do for you? He said, Sir, I want to ask you a question. I went in India, I went round, after midnight, there were no lights in the houses of the Ministers or in the Governor General house, Pakistan is similar to India but your lights are on and you are working, they are sleeping. Quaid-e-Azam said, Indians ministers can afford to sleep because the nation is alive and awake I can not afford to sleep my nation is sleeping."

So, Miss Jinnah told me the story of her nephew Sir, Pir Bhair. He said, he came.....

Mr. Hasan A. Shaikh : Her nephew's name is Akbar Pir Bhair.

Mr. Yahya Bakhtiar : Akbar Pir Bhair a very famous barrister, he fought Kasim Rizvi case and other cases in India. When he came, after four or five days, the Quaid asked him, "what are your plans"? He said, well, uncle, I worked with you and I thought you might need me, I may be of some use to you, so I came. I may be of use of Pakistan, I have come. The Quaid said, you know, I have been thinking about it, I am short of first rate men, I don't have many, I have very few. You know my armed forces are headed by Englishmen, I have English governors, I have even English Secretaries of the Department/Ministries. As far as first rate men are concerned we have very few and you can very well, fit in any of these positions, high civil position but I can't appoint you as you are my nephew. After that Sir, he said, I don't want any you, I am a Barrister, I can practice. The Quaid said 'practice'? Governor nephew, practice, he said you know what it means, people who don't know your calibre, who don't know your capability, they will rush and engage you that will be using my

influence on the Judges in your practice I will not permit that. Then he said, well, I come from a business family, I can do some business. Quaid said, what business can you possibly do these days without the Government patronage, permits and licences. Oh, no, I will not permit that. Quaid-e-Azam said you can stay in my house as my private or personal secretary but you are too good for that. I need your company, I know, but the Muslims of India also need you, you could be more useful there, go back, said the tired old man, the lonely man, he sent back his nephew. He said when I am dead then you may come back. Sir, that was the Quaid, I am proud to say that I am his follower. I will conclude with what Allama Iqbal said,

اس کا مقام بلند اس کا خیال عظیم
اس کا سرور، اس کا شوق، اس کا نیاز اس کا ناز
خاک او نوری نہاد بندہ مولا صفات
دونوں جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کی مقصد جلیل
اس کے ادا دل فریب، اس کی نگاہ دل نواز

Did you ever hear him? How soft spoken he was!

نرم دے گفتگو گرم دے جستجو
how hard he worked

نرم دے گفتگو گرم دے جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز

Thank you very much, Sir, and with these words I oppose it.

Mr. Chairman : Thank you. Muhammad Ali Khan Sahib.

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگاہ دل نواز
نرم دیم گفتگو گرم دیم جستجو
وزم ہو یا بزم ہو، پاک دل، پاک باز
جناب چیئرمین شکر یہ جی۔ جناب محمد علی خان صاحب۔

جناب محمد علی خان بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! پارلیمنٹ کے سامنے، یعنی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے اجلاس کو جو خطاب صدر مملکت نے فرمایا وہ یقیناً غیر متنازعہ فہم خطاب ہے اگر اس پر کوئی اعتراض کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ یقیناً اعتراض برائے اعتراض ہو گا۔

جناب والا! یہ حکومت کی عمومی حکمت عملی کا اظہار ہے جس میں مفاہمانہ انداز بھی ہے اور واعظانہ طرز اظہار بھی۔ جناب والا! یہ ان تقاریر میں نے نہیں ہے جس کو عام طور پر ہم سنتے سنتے کان پک جاتے ہیں کیونکہ اس میں بہت سی مثبت باتیں ہیں جن کا انکار اگر کوئی کرنا بھی چاہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہیں کر سکے گا۔ انہوں نے ابتداء اس بات سے کی کہ پاکستان ایک جمہوری تحریک کے نتیجے میں قیام میں آیا ہے اور جمہوریت ہی کی وجہ سے وہ پنپ سکتا ہے اور زندہ رہ سکتا ہے یعنی قومی اتحاد کا فروغ، ملکی سالمیت کا تحفظ، مشکل مسائل کا حل اور ایک شاندار قومی تعمیر، ان سب چیزوں کے لئے جمہوریت ایک ناگزیر عمل ہے۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ چند مخصوص اداروں کا قیام جمہوریت نہیں کہلاتا بلکہ اس کے کچھ تقاضے بھی ہوتے ہیں اور بد قسمتی سے ہم نے اپنی خود غرضی کی وجہ سے وہ آج تک وہ تقاضے پورے نہیں کئے، اور پھر یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی قوم کی بد قسمتی ہے کہ ہمارے معاشرہ اس قدر انحطاط میں آ گیا ہے کہ ہم نے اپنے اخلاقیات کو بھی market forces

کے حوالے کر دیا ہے جس کے نتیجے میں ایک نظریاتی مملکت میں رہتے ہوئے بھی ہم اپنے نظریے سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔ جناب والا، دراصل جمہوریت اکثریت کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا نام ہے۔ اور جو لوگ اس اکثریت کے فیصلوں کو چیلنج کرتے ہیں ان کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو یقیناً سمجھئے کہ وہ اس عظیم قوت جو عوام کی ہے اس کی حقارت کرتے ہیں، اس کی تحقیر اور تذلیل کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم آئین سے دور ہٹتے چلے جاتے ہیں اور بے آئینی کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں۔

جناب والا! انہوں نے پچھلی مرتبہ بھی فرمایا تھا کہ یہاں آئین کا پاس نہیں کیا جاتا اور چونکہ پاس یہاں نہیں کیا جاتا، لہذا اس وجہ سے یعنی ہم اپنی منزل کو کھو بیٹھے ہیں۔ جناب والا! سیاست میں رہتے ہوئے آئین کے اندر جمہوری طریقوں سے اقتدار میں آنے کے لئے کوششیں کرنا حزب اختلاف کا ایک حق ہے اور آئین میں نہ صرف حکومت کی تبدیلی بلکہ صدر مملکت کے مواخذے تک گنجائش موجود ہے۔ جس کو ایک آئینی طریقے سے کرنا

چاہئے لیکن اگر اس کی جگہ ہم بے جا تنقید، بے بنیاد الزامات کا سہارا لے کر اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کی کوشش کریں تو اس میں سراسر تباہی ہی تباہی ہوگی۔ اور اس سے جتنے بھی ملک کے آئینی ادارے ہیں وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ بد قسمتی سے صدر مملکت کی تقریر کے دوران حزب اختلاف نے یہی راہ اختیار کی جس سے جمہوریت اور جمہوری اداروں کا مذاق اڑایا گیا اور اس کی وجہ سے ان کی ساکھ اتنی گر گئی کہ وہ آج تک سنبھل نہ سکے۔ جناب والا! کیونکہ صدر کے خطاب کے دوران ہنگامہ آرائی کو ہر محبت وطن پاکستانی نے بہت بری نگاہ سے دیکھا یعنی انہیں ایک قسم کا صدمہ پہنچا۔ اور حزب اختلاف کے اس رویے سے۔

جناب والا! یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو اس ملک میں جمہوریت کے فروغ سے کوئی کام ہے اور نہ اس ملک کے مسائل کے حل سے، میں تو سمجھتا ہوں کہ جو کردار اس دن انہوں نے ادا کیا اور وہ جو ناشائستہ رویہ جمہوریت کے خلاف انہوں نے کیا، وہ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کے خلاف ایک سازش ہے اور ایک ایسا نازبہا واقعہ ہے جس کی ڈھونڈنے سے بھی آپ کو تاریخ میں کوئی مثال ہی نہیں ملے گی.....

(اس مرحلہ پر کرسی صدارت جناب ڈاکٹر بشارت الہی صاحب نے سنبھالی)

جناب محمد علی خان: جناب والا! یہ بات بھی بعید از امکان نہیں کہ یہ کام جو اس دن ہوا یہ کسی پاکستان دشمن کے ذہن کی اختراع ہو اور اس کی پیداوار ہو، اور اس کے لئے وہی خاص دن یعنی وہی خاص وقت مقرر کیا گیا۔ تو ہمیں چاہے کہ دشمنان عزیز وطن کے ایسے خطرناک منصوبوں سے ہمیں نمٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے اور ہر وقت چوکس رہنا چاہئے اس ضمن میں عوام کی جتنی فکری رہنمائی کے لئے قومی پریس نہایت ہی اچھا کردار ادا کر سکتی ہے اور اگر وہ خدا نخواستہ یا بغرض محال اس میں کسی قسم کی کوتاہی کریں گے تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے فرض منصبی سے انحراف کریں گے کیونکہ جتنے بھی ہمارے صحافی ہیں وہ نہ صرف صاحب الرائے ہیں بلکہ قلم کی حرمت کے پاس بان ہیں اور قومی ضمیر کے امانتدار۔ اور ایسی وجہ سے آزادی کے ان علمبرداروں پر گاہے بگاہے کبھی کبھار یہ حملے بھی ہوئے ہیں ان کو تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا ہے جو یقیناً قابل مذمت بات ہے۔ لیکن آج تک انہوں نے اپنا جو مجاہدانہ کردار ہے وہ مجاہدانہ طور پر ادا کیا ہے اور ہماری یہ کوشش اور خواہش ہے کہ یہ اسی کردار کو ادا کرتے رہیں۔

جناب والا! توجو کام ان کے خلاف ہوتا ہے وہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ بھی ایک سوچے سمجھے منصوبے کی کڑی ہے تاکہ پاکستان ہندوستان کے مقابلے میں کمزور سے کمزور تر ہوتا جائے۔ جناب والا! صدر مملکت نے اپنی تقریر میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ سیاسی جماعتوں میں اختلاف کے باوجود چند قومی مسائل ایسے ہیں جو سب کو یکساں طور پر عزیز ہونے چاہئیں مثلاً ملک کی آزادی اور سالمیت، قومی اتحاد، اقتصادی ترقی، سماجی انصاف، پرامن ماحول اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ۔ اسی طرح فارن پالیسی کے بارے میں بھی انہوں نے یہ فرمایا کہ امور خارجہ کے میدان میں بھی کچھ ایسے ہمارے کامن اہداف ہیں جن کا حصول تمام منتخب نمائندوں کا فرض اولین ہے اور ان میں سب سے پہلی چیز وہ ہے کہ ملک کی سلامتی پر اثر انداز ہونے والے مسائل اور اس کے بعد پھر کشمیر کی بات انہوں نے فرمائی کہ مسئلہ کشمیر اور مسئلہ افغانستان وغیرہ، تو تمام سیاسیوں پر اور سیاسی پارٹیوں پر یہ لازم آتا ہے جناب کہ وہ اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے ایسے معاملات میں باہم مل کر ایک دوسرے سے تعاون کر کے وہ ان کا حل نکالیں نہ کہ ایک دوسرے پر کچھڑا چھالنے کے مشغلے کو اپنائیں۔ جس طرح کہ آج کل ہو رہا ہے۔ بلکہ چاہئے کہ وہ مثبت سوچ اپنائیں۔

صدر مملکت نے جناب والا! اپنی تقریر میں حکومت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ حالات اور واقعات کی دشواریوں کے باوجود انہوں نے بعض معاملات میں درست اقدامات کئے ہیں جن کے انشاء اللہ مفید نتائج نکلیں گے اور جتنے بھی دیرینہ مسائل ہیں ان کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کی کوشش ہوئی ہے۔ اور ملک میں جتنے بھی ادارے ہیں وہ سب آئین کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ اور صوبوں اور وفاق میں جو کشمکش کا ایک زمانہ تھا وہ چیز اب ختم ہو گئی ہے اور کشیدگی کی فضا مکمل طور پر مفقود ہے صوبے اور وفاق ایک ہی رستے پر چل رہے ہیں۔ جناب والا! یہ بھی درست ہے کہ پارلیمنٹ نے اس سال کافی قانون سازی کی اور اس ضمن میں سب سے اہم بل، شریعت بل تھا جو پاس کیا جا چکا ہے۔ اور یہی وطن کے عوام کی خواہش تھی اور ان کی ایک دیرینہ آرزو تھی جو اس پارلیمنٹ کے اراکین نے پوری کی۔ اس بل کے تحت تعلیمی اور معاشی کمیشن بھی بنائے گئے۔ جناب والا! جہاں تک تعلیمی کمیشن کا تعلق ہے میں اس کا ایک ممبر ہوں اور ہماری کوشش ہے کہ ماہ جون تک اس کا کام پورا ہو جائے تاکہ پھر ہم اسے وزارت تعلیم کے سپرد کریں۔ اسے کہتے ہیں commission for Islamization of education وہ برابر کام کر رہا

ہے۔ اور جون تک ان کی رپورٹ وزارت تعلیم کو انشاء اللہ تعالیٰ مل جائے گی۔ اب ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جو شریعت بل پارلیمنٹ نے پاس کیا ہے وہ صرف برائے نام شریعت بل نہ ہو۔ جناب والا! اس کے کچھ تقاضے ہیں انہیں پورا کرنے کے لئے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس ضمن میں ہم قانون سازی کریں اور ساتھ ہی ملک میں ایک فکری اور ذہنی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کریں تاکہ عوام کو سماجی انصاف، معاشی تحفظ مہیا ہو سکے اور جتنا بھی ہمارے ملک کا غریب طبقہ ہے اس کی جتنی بھی عام ضروریات ہیں وہ پوری ہو سکیں۔ جناب والا! اس ضمن میں بیت المال کا قیام ایک نہایت ہی اہم پیش رفت ہے۔ جناب والا! صدر نے اپنے خطاب کے دوران چند دیگر امور کی طرف بھی ہمیں متوجہ کیا۔ نمبر اوہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹیں ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ ان سے عدم توجہی کی جارہی ہے اور اس کے بارے میں بے پرواہی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور اس میں ممبران کی عدم دلچسپی بھی ہے۔ جناب والا! جہاں تک سینٹ کا تعلق ہے چیئرمین سینٹ نے پروفیسر خورشید کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ اور انہوں نے تمام رپورٹوں کی باقاعدہ جانچ پڑتال کی ہے اور اپنی رپورٹ مکمل کر لی ہے۔ عنقریب اس ایوان میں تمام رپورٹیں پیش کی جائیں گی۔ جناب والا! انہوں نے ہارس ٹریڈنگ آرڈیننس کے بارے میں بھی ہماری توجہ دلائی اور کہا کہ یہ بھی بے توجہی کا شکار ہے یقیناً یہ ایک اہم آرڈیننس ہے اس کو وقت کے سنجیدہ طبقے نے سراہا ہے۔ اور اس پر غور و خوض از حد ضروری ہے۔

پھر پارلیمنٹ میں خواتین کو مناسب نمائندگی دینے کے بارے میں بھی انہوں نے فرمایا۔ تو جناب والا! جہاں تک سینٹ کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں ہم نے ایک بل پیش کیا ہے جو سینٹ کے سامنے ہے اس پر ہماری ڈپٹی چیئرمین ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی، سید فصیح اقبال اور میرے دستخط ہیں۔ اس پر ہم نے کام اس لئے روک رکھا ہے کہ ہمیں کہا گیا ہے حکومت کی طرف سے کہ حکومت خود اس بارے میں عنقریب ایک بل پیش کرنا چاہتی ہے۔ لہذا اس پر آج تک ہم نے مزید غور و خوض نہیں کیا۔ اس کی پہلی خواندگی یہاں اس ایوان میں ہو چکی ہے۔ آج بھی اگر ہمیں حکومت گرین سگنل دے دے۔ تو جناب والا! انشاء اللہ اپنے ممبران کے تعاون سے ہم وہ بل جلد پاس کرالیں گے۔ انہوں نے پھر پارلیمنٹ کی معمول کی کارکردگی، یعنی اراکین کی عدم دلچسپی، کورم پورا نہ ہونا اور وزراء کی عدم دلچسپی

وغیرہ اور ان کی غیر حاضری کی طرف بھی اشارہ فرمایا۔ تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ اس مرض کا زیادہ شکار نہیں رہا۔ اور پھر بھی اس معزز ایوان کے اراکین کو چاہئے کہ کارروائی میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں تاکہ جو مقام سینٹ کا انہوں نے آج تک بنایا ہے اور اسے اور بھی بلند کر دیں۔

جناب والا! جہاں تک وزراء کی غیر حاضری کا تعلق ہے۔ اس بارے میں آپ خود ہی دیکھ سکتے ہیں کہ ”فواحدہ“ ایک بیٹھے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں دوسرے بھی وہاں پر بیٹھے ہیں۔ صدیق کانجو صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔

جناب محمد علی خان: اس بارے میں.....

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزراء کا مطلب ہوتا ہے منسٹرز۔

Ministers

which also includes the Prime Minister.

Mr. Hasan A. Shaikh : So he should say that he is also not coming.

Mr. Presiding Officer : Point noted.

جناب محمد علی خان: جناب والا! اس ضمن میں سینٹ کے چیئرمین اور ایوان کے ممبران نے کئی مرتبہ شکوہ کیا ہے اور یہ شکوہ اوپر تک پہنچا ہے لیکن آج تک ہماری نہ تو شہنوائی ہوئی ہے اور نہ حوصلہ افزائی۔ جناب والا! جہاں تک پارلیمنٹ میں نعرہ بازیوں کا تعلق ہے۔ خدا کالاکھ لاکھ شکر ہے کہ سینٹ اس سے مبرا ہے۔ ہماری کوشش اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ ملک کے جتنے بھی پیچیدہ مسائل ہیں ان کا قابل عمل حل نکالا جائے۔ اور اسی طرح یہاں بحث کے دوران ہمارے ممبران صاحبان جذباتی نعروں سے کام نہیں لیتے اور مشتعل ہو کر بات نہیں کرتے۔ جناب والا! ہمیں اس بات سے بھی سو فیصد اتفاق ہے کہ احتساب کا عمل جاری ہے۔ اور پارلیمنٹ مستقل بنیادوں پر احتساب کا ایک ایسا نظام وضع کرے جس سے وہ لوگ جو اقتدار سے باہر ہیں یا جو اقتدار کے اندر ہیں بچ نہ سکیں۔ جناب والا! مرکز اور صوبوں کے تعلقات پر نظر ڈالتے ہوئے صدر مملکت نے فرمایا کہ مشترکہ مفادات کی

کونسل اور قومی مالیاتی کمیشن کے اجلاس بلائے گئے۔ اور اس میں بڑے جراتمندانہ فیصلے کئے گئے اور مشکلات کے باوجود ان کا حل تلاش کر لیا گیا حالانکہ اس سے قبل جو حکومت گزری ہے وہ اسے ٹالتی رہی ہیں اور اس سینٹ نے ان دونوں کے بارے میں، آپ کو یاد ہو گا، قرارداد پیش کی تھی کہ قومی مالیاتی کمیشن کا اجلاس بلایا جائے۔ اور اسی طرح مشترکہ مفادات کے کمیشن کا اجلاس بلایا جائے۔ لیکن اس زمانے کے وزراء نے، یعنی یہ بات عام طور پر کہی جو کہ اخبارات میں بھی آئی کہ اگر ہم مشترکہ مفادات کے کمیشن کا اجلاس بلائیں گے تو ہم ایک پینڈورا باکس کھولیں گے۔ لہذا ہم اسے کبھی بھی نہیں بلائیں گے اور جب تک ان کی حکومت رہی انہوں نے اس سے احتراز کیا۔ جناب والا! اسی طرح صوبوں میں دریاؤں کے پانی کا فیصلہ، بجلی کے منافع اور گیس اور تیل وغیرہ کی رابٹلی وغیرہ کا بھی سمجھوتہ ہوا ہے۔ یقیناً یہ ایک historical event ہے۔ جسے کوئی بھی ہرگز نہیں بھلا سکے گا اور اس کے بہت نتیجہ خیز اثرات انشاء اللہ مرتب ہوں گے۔ صدر مملکت نے پھر حکومت کی اقتصادی پالیسی کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ خود انحصاری نچ کاری اور جتنی بھی پابندیاں تھیں ان سب کو ہٹایا گیا ہے جس کے اثرات کے لئے ہم ایک سال میں توقع بھی کر سکتے کیونکہ ہم نے کافی مشکلات سے ایک سال گزارا ہے۔ لیکن ان سب مشکلات سے دوچار ہونے کے باوجود ہم نے اس ضمن میں کافی کام کیا ہے نہ صرف ملکی معیشت کو حکومت نے بحران سے نکالا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اقتصادی اصلاحات کا پروگرام بھی جاری رکھا جس کی وجہ سے اقتصادی ترقی کی شرح ہماری ۵۶ فیصدی ہوئی ہے اور ایشیائی ترقیاتی بینک کے جائزے کے مطابق جناب والا! جنوبی ایشیا میں یہ سب سے زیادہ ہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ حکومت نے معیشت کے کنٹرولر کی بجائے اس کے پروموٹر کا کردار ادا کیا لہذا حکومت کی نئی پالیسیوں کا اب قلیل عرصے میں بھی کچھ نہ کچھ نتائج برآمد ہونے لگے ہیں یہ جو نمبر ایک یعنی عالمی منڈی میں کساد بازاری کے ہوتے ہوئے بھی ہماری برآمدات میں تخمیناً ۲۰ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے اسی طرح پرانے زمانے میں بیرون ملک لوگ سرمایہ منتقل کیا کرتے تھے اور یہ یہاں ایک رواج بن چکا تھا آج خدا کے فضل سے معاملہ الٹا ہو گیا ہے اس کے برعکس وہ پیسہ ملک کے اندر آ رہا ہے اور قلیل عرصے میں یعنی ۶ ماہ کے عرصے میں تخمیناً سات سو ملین ڈالر ملک میں واپس آ گئے ہیں۔

جناب والا! بلا واسطہ سرمایہ کاری ۱۵ فیصدی بڑھ گئی ہے اور تقریباً ایک ارب ڈالر

کے letters of intent کھولے گئے ہیں جو کہ ناممکن سی بات تھی پھر مقامی صنعتکار بھی صنعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور تقریباً ۶۱ سو ملین ڈالر کی مشینری پہلے ہی برآمد ہو چکی ہے اسی طرح شاک ایکسچینج میں بھی بے پناہ سرگرمی دکھائی دینے لگی ہے اور یہ بات مدت کے بعد ہوئی ہے کیونکہ شاک ایکسچینج پچھلے دور میں اوپر سے نیچے گر رہا تھا اور لوگ تباہی کے کنارے کھڑے تھے تو جناب والا ان اقتصادی سرگرمیوں میں اضافے کی وجہ سے حکومت کو اس سال ۳۲ فیصد زیادہ ٹیکس ملے تو اب کوئی بھی اس ملک میں کھڑا ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ملک کا خزانہ خالی ہے۔ جناب والا! ویسے تو ملک کی معیشت ترقی کی طرف رواں دواں ہے لیکن اس کا فائدہ جب تک عوام کو نہ پہنچے گا یہ ترقی معکوس ہوگی یہ بالکل بے فائدہ ہوگی ملک میں جناب افراط زر کی وجہ سے، بڑھتی ہوئی منگوائی کی وجہ سے غریب طبقہ تو پس گیا ہے اب اس کا اثر متوسط طبقے پر بھی پڑ رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بیروزگاری بھی مسلسل بڑھتی جا رہی ہے دوسری طرف اقتصادی اصلاحات یا اقتصادی ترقی کے برعکس سماجی شعبے میں حکومت کو خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ ترقی کی رفتار جو ہے وہ اس کے مقابلے میں نہایت ہی سست ہے۔

جناب والا! تعلیم پر قومی آمدنی کا ۲۶ فیصد خرچ ہوتا ہے جبکہ ایشیا کو تو چھوڑیں افریقہ کے ملکوں میں بھی ساڑھے پانچ اور ۶۶ فیصد خرچ ہوتا ہے اور اب یہ سننے میں آیا ہے کہ یہاں شرح خواندگی ۳۱ تا ۳۴ فیصد ہے اللہ کرے کہ یہ درست ہو تب بھی یہ ایشیا میں سب سے کم ہے تو یہ اس قوم کے ساتھ ظلم ہے چاہئے تھا کہ کم از کم ۵ فیصد قومی آمدنی کا تعلیم پر خرچ ہوتا۔ جناب والا! جتنے بھی یورپ یا امریکہ کے ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں جی این پی کا ۱۰ فیصدی تعلیم پر خرچ ہوتا ہے اور ڈھائی فیصدی سائنس اور ٹیکنالوجی پر خرچ ہوتا ہے اور اس کے مقابلے میں اپنا حال آپ خود دیکھ سکتے ہیں اور اس سے جو بری حالت ہے وہ صحت کی ہے صفر عشریہ پچاسی فیصد اس پر جی این پی کا خرچ ہے اور دو ہزار سے زائدہ مریضوں کے لئے فقط ایک ڈاکٹر ہے اور اس کے ساتھ ہی جناب والا! پچاس فیصدی عوام کو پینے کا صاف پانی بھی میسر نہیں ہے اس ضمن میں میں گوادری کے ایک ہسپتال گیا جہاں جب ڈھکنا اٹھایا تو جناب والا! اس میں پانی نہ صرف گندہ تھا بلکہ اس کا رنگ سبز تھا۔ میں نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ آپ خود بھی یہ پتے ہیں یا صرف مریضوں کو دیتے ہیں انہوں نے کہا کہ خان صاحب خود بھی پیتے ہیں اور مریضوں کو بھی دیتے ہیں اور اس کو ہم ایک نعمت سمجھتے ہیں کہ یہاں پانی ہی نہیں ہے یہ حالت ہے ایک ہسپتال کی۔

جناب والا! شاید قومی مالیاتی کمیشن نے جو ابھی فیصلے کئے ہیں ان کی رقومات اگر صوبوں کو مل جائیں شاید یہ سماجی شعبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے گا لیکن یہ سب جتنے بھی ترقیاتی کام ہیں یہ یقیناً بے معنی ہوں گے جب ملک میں امن و امان کا فقدان ہو گا ملک میں امن کا قیام ہر حکومت کا اولین فرض ہوتا ہے اس ضمن میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے کچھ انتظامی تدابیر اور کام کئے ہیں جن کے مثبت نتائج مرتب ہو رہے ہیں لیکن کم از کم ہم اس سے مطمئن نہیں اب اس ضمن میں بہت کچھ مزید کرنا ہو گا تب جا کر بات بنے گی خاص کر سندھ میں، جہاں شہروں میں تو کچھ نہ کچھ امن قائم ہو گیا ہے لیکن دیہات میں اب بھی امن کی حالت نہایت ہی تشویش ناک ہے جناب والا! فوری انصاف کی عدالتوں پر بعض لوگوں نے اعتراضات کئے ہیں لیکن یہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک نہایت ہی اہم چیز ہے اور اس ضمن میں ان جرائم پر قابو پایا جاسکے گا اور جرائم کی روک تھام ہوگی اور یہی ساری قوم کی خواہش ہے کہ یہ عدالتیں برقرار رہیں۔

جناب والا! پھر خارجہ پالیسی کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ پاکستان دنیا میں رونما ہونے والی تبدیلیوں سے باخبر ہے اور ان کا مسلسل جائزہ لے رہا ہے اور ان تقاضوں کو اپنی نئی خارجہ پالیسی میں سمور ہا ہے پاکستان کو چاہئے کہ اسلامی ممالک کی جو کانفرنس ہے جو آپ سب کو پتہ ہے کہ کسی پاور کے اشارے پر وہ چیز چل رہی ہے اس کو زیادہ فعال بنائیں اس کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں اس میں نئی روح ڈالیں اور اسی طرح چین سے لازوال دوستی کو اور بھی مضبوط کرنے کی کوشش کریں کیونکہ ہندوستان ہماری راہ میں رکاوٹ بننے کی کوششیں کر رہا ہے اسی طرح وسطی ایشیا کے مسلم ممالک کے ساتھ اپنے پرانے اور جو ہمارے ان کے ساتھ تاریخی تعلقات اور مراسم ہیں ان کو بڑھانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے اور ساتھ ہی جناب والا! افغان مسئلے کا ایسا حل تلاش کیا جائے جو کہ افغان عوام کی مرضی کے مطابق ہو نہ کہ ان کی مرضی کے خلاف کسی اور کو ان کے سر پر بٹھایا جائے جس نے کہ اس جہاد میں ایک انچ بھی زمین لینے کے لئے کام نہیں کیا تو جناب والا! پھر یہ ہمارا برادرانہ تعلق ترکی ایران اور افغانستان سے ہوتے ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ جتنے بھی وہ مشرق وسطیٰ میں اسلامی ممالک ہیں ان تک یہ پہنچ سکے گا اسی طرح بھارت کے ساتھ دیگر مسائل کے علاوہ کشمیر کے مسئلے پر بھی باقاعدہ گفت و شنید جاری رکھنی چاہئے اور ساتھ ہی ہمیں چاہئے کہ ہم کشمیری بھائیوں کی ہر قسم کی میں کہتا ہوں کہ ہر قسم کی بھرپور

امداد کرنی چاہئے تاکہ ہندوستان کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ اس ضمن میں ریفرنڈم کا فوری طور انتظام کرے۔

جناب والا! جب تک ہندوستان کے ساتھ کشمیر کا معاملہ صاف نہیں ہوتا ہمارے تعلقات ان کے ساتھ کبھی بھی اچھے اور بہتر نہیں ہو سکتے جناب والا! امریکہ نے جب ہم سے روگردانی کی ہے منہ موڑا ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ قومی مفادات اور قومی وقار اور سلامتی پر ان کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوں، نہ کریں بلکہ جو امداد انہوں نے ہم پر بند کر رکھی ہے اس کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہم ایک نعمت غیر متوقع سمجھیں جو کہ ہمیں خود انحصاری کے راستے پر ڈالنے کے لئے خداوند کی طرف سے دی ہوئی ایک چیز ہے جناب والا! اس ضمن میں ہمیں چاہئے کہ منفی سیاست کو چھوڑ کر آپس میں مل بیٹھ کر قوم کی ترقی کے لئے قوم کی تعمیر کے لئے ایسے اقدامات کریں۔ جو کہ ہم سب نے انتخابات کے دوران قوم سے بطور وعدہ کئے ہیں اور قوم اب ہم سے پوچھے گی کہ تمہارے وہ وعدے کہاں ہیں آپ وہاں آپس میں لڑنے کے لئے گئے ہیں یا ہم نے قوم کی ترقی کے لئے بھیجا ہے۔ جناب والا! اب میں نہ کسی پر اعتراض کرتا ہوں نہ امینڈمنٹ کی شکل میں ایک چیز پیش کرنا چاہتا ہوں بلکہ مجھے ایک شکوہ ہے اور شکوہ اپنوں سے کیا جاتا ہے۔ لہذا میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا۔

صدر مملکت نے اپنے خطاب میں نمبر ایک جمہوریت نمبر ۲ احتساب نمبر ۳ اقتصادی شعبوں یعنی صنعتی ترقی نمبر ۴ سماجی شعبہ نمبر ۵ امن و امان اور نمبر ۶ خارجہ پالیسی ان سب پر روشنی ڈالی ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ انہوں نے منگائی اور بیروزگاری میں لپٹے ہوئے ۵۷ فیصدی کاشتکاروں کا نام لینا تک گوارا نہیں کیا۔ جناب والا حالانکہ وہ خود ہم میں سے ہیں ہماری شکایت ان سے یہ ہے اگر وہ دوکاندار طبقے سے تعلق رکھتے تاجر طبقے سے یا کوئی کارخانہ دار ہوتے تو پھر ہم یہ شکایت نہ کرتے پھر ہم اعتراض کرتے ہم شکوہ کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہوتے ہوئے بھی ہمارا نام تک انہوں نے لینا گوارا نہ فرمایا جناب والا ہم اس کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ کاشتکار طبقہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے غربت اور افلاس میں بھی اور حالت امن میں بھی ہم اپنے خون پسینے کی کمائی اس قوم کو کھلاتے ہیں اور اس کے بدلے ہمیں قیمت نہیں ملتی۔ ہمیں مزدوری ملتی ہے۔ جناب والا! منافع تاجر اور دکاندار لوگوں کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے جو کہ ہو رڈنگ اور بلیک مارکیٹنگ کر کے ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

جناب والا! اسی طرح حالت جنگ میں ملک کے یہی مایہ ناز سپوت اپنے آبائی گاؤں کو چھوڑ کر سرسبز اسی کی حفاظت کے لئے جاتے ہیں ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں غازی بنتے ہیں شہید بنتے ہیں لیکن ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ جناب والا یہ طبقہ ایک نہایت ہی بے زبان طبقہ ہے بلکہ الٹا یہ دکاندار طبقہ یہ تاجر طبقہ ہم پر طعنہ کستا ہے۔ زراعت پیشہ مفلوک الحال طبقے پر زرعی ٹیکس کے اخبارات میں شوٹے چھوڑے جاتے ہیں جب کہ دوسری طرف یہ بے زبان طبقہ اپنے کھیتوں میں پرانھاک بیٹھ کر کام کر رہا ہے۔ جناب والا جہاں تک یہ غریب مر جاتے ہیں۔ لیکن شہریوں کی طرح کھیت کا ایک ٹکڑا اور کو کا کولا کا ایک گھونٹ پینے کو ترس کر مارتے ہیں حالانکہ کو کا کولا شہریوں کی خوراک اور کھانا ہے۔ جناب والا آج کل کاشتکاروں کی input کی قیمتیں آسمان پر چڑھتی ہوئی ہیں لیکن ہماری output کی قیمت حکومت مقرر کرتی ہے جس میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں قیمت نہیں دی جا رہی ہے بلکہ ہمیں زکوٰۃ دی جا رہی ہے جناب والا ہم زراعت سے اس لئے وابستہ ہیں ہمیں کوئی دوسرا کام آتا نہیں ہے ورنہ ہم اسے کبھی سے چھوڑ بیٹھتے ہوتے آج بھی اگر یلیو ایریا میں ہمیں کوئی ایسا دکاندار مل جائے جو ہماری زمین کے ساتھ اپنی دوکان کا تبادلہ کرنا چاہے تو جناب والا ہم خوشی سے اسے گلے ملیں گے جناب والا میں آپ کے ذریعے سے حکومت سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہماری حالت پر رحم فرمائے ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ جناب والا ہماری تباہی صرف ہماری تباہی نہیں ہوگی بلکہ وہ اس وطن عزیز کی تباہی ہوگی جس کو مجھ جیسے لوگ جنہوں نے پاکستان بنانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے وہ اپنے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں لا سکتے۔

جناب والا! آخر میں میں صرف ایک بات کہوں گا اور وہ آپ کے ذریعے اپنے براہ اور محترم کی خدمت میں ان کا ہم بہت احترام کرتے ہیں وہ نہ صرف اپنی پارٹی کے لیڈر ہیں بلکہ ہمارے بزرگ سیاستدان اور میرے بڑے بھائی ہیں انہوں نے تقریر کے آخر میں قائد اعظم قائد ملت اور اکابرین مسلم لیگ خواجہ ناظم الدین اور نشتر صاحب کی تعریف کی لیکن افسوس کہ انہوں نے قائد اعظم اور قائد ملت کے اس ورثے کو چھوڑا جس کو مسلم لیگ کہتے ہیں ہم آپ کے ذریعے ان کو اپیل کرتے ہیں کہ آئیں اپنی جماعت میں جو مقام آپ کا ہے اس سے بھی انشاء اللہ زیادہ بلند ہوگا۔

Mr. Presiding Officer: What is the sense of the House? Do we continue or do we adjourn?

Mr. Muhammad Ali Khan : Adjourn.

Mr. Presiding Officer : Thank you very much. The House is adjourned to meet again on Thursday, the 13th of February, 1992, at 10.00 A.M.

[The House then adjourned to meet again at ten o'clock in the morning on Thursday, the 13th February, 1992].
